بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
ہفت روزہ بدر قادیان
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ ,,
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ || ۲۹ ر احسان ۱۳۴۰ ھش ۱۵ ر محرم ۱۳۸۱ھ ۲۹ ر جون ۱۹۶۱ء || نمبر ۲۶

اخبار احمدیہ

نخلہ ۲۲ رجون (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ

مورخہ ۲۱ رجون صبح ربوہ سے بذریعہ موٹر کار روانہ ہوکر دوپہر سے قبل بخیریت نخلہ پہونچ گئے۔ راستہ میں کچھ کوفت ہوئی۔ گذشتہ شام کے وقت طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہو گئی۔ مورخہ ۲۲ جون کو دن کو حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند آ گئی۔ مگر رات سے ٹانگ میں درد کی شکایت ہے۔

احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ عاجلہ اور کام والی لمبی زندگی کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان۔ ہفتہ زیر اشاعت قادیان اور اسکے مضافات میں موسم گرما کی پہلی بارش ہوئی اور گرمی کی شدت میں کافی حد تک کمی ہو گئی۔ — قادیان ۲۷ رجون محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

گوروارجن دیوجی کے شہیدی دوس کی تقریب پر

احمدی جماعت کے نمائندہ کی تقریر

قادیان مورخہ ۱۷ رجون موضع نسبرا متصل قادیان میں ہمارے سکھ بھائیوں کی طرف سے گوروارجن دیوجی کا شہیدی دوس منایا گیا۔ اس تقریب پر خاکسار کو بھی تقریر کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار نے شری گوروارجن کی روحانی شخصیت کو پیش کرنے سے قبل جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قادیان کی مقدس بستی میں رکھی اور اعلان فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اسلام کی ان سچائیوں کو دنیا کے سامنے رکھنے کی غرض سے مبعوث فرمایا ہے۔ جو اس زمانہ کے انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہیں ان میں سے ایک سچائی یہ ہے کہ خدا تمام ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآن نے خدا کو رب العالمین کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یعنی وہ ذات تمام ملکوں میں بسنے والی قوموں کی جسمانی اور روحانی طور پر پرورش کر رہی ہے۔ روحانی طور پر پرورش کی غرض سے خدا نے مختلف اقوام عالم میں روحانی شخصیتوں کو مبعوث کیا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اسلام کے اس اصول کو کہ:-

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔

یعنی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں خدا کی طرف سے روحانی شخصیتوں (انبیاء) نے جنم نہ لیا ہو

جماعت احمدیہ کے سامنے رکھ کر اس کو تمام دوسری قوموں کے بزرگوں اور روحانی پیشواؤں کا عقیدتمندانہ احترام کرنے کی تعلیم دی۔ ان میں سے سری گورو نانک دیوجی کے بارہ میں بھی جو کہ سکھ قوم کے بانی ہوئے ہیں یہ الفاظ اپنی کتب میں تحریر فرمائے:-

وہ نانک عارف مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا

یقین ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:-

"کہ نانک ان مقدس انسانوں میں تھا جن کو خدا خود اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کا شربت پلایا کرتا تھا"

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سری گورو نانک دیوجی کے بارہ میں ایسے پاکیزہ الفاظ اپنی کتابوں میں درج فرما کر جماعت احمدیہ کے دلوں میں سری گورو نانک کا احترام اور عزت پیدا کر دی۔

آج جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو تمام مذہبی رہنماؤں کا دل سے احترام کرتی اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور تمام قوموں کی طرف پیار اور محبت کا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ بے شک دوسری قومیں ابھی تک مذہب اسلام کے بزرگوں کا ویسا احترام نہیں کرتیں جیسا کہ جماعت احمدیہ ان کے بزرگوں کا کرتی ہے۔ لیکن پھر بھی جماعت کو یہ کامل یقین ہے کہ پیار اور محبت کا نتیجہ ہمیشہ پیار اور محبت ہی ہوا کرتا ہے۔ اب وقت آ رہا ہے کہ دوسری قومیں بھی جماعت احمدیہ کی طرف محبت اور پریم کا ہاتھ بڑھانے میں خوشی اور فرحت محسوس کریں گی۔ کیونکہ جماعت کا یہ رویہ دوسری قوموں کے دلوں کو قریب زمانہ میں پیار کی طرف پھیر دے گا اور یہ مذہبی جھگڑے اور یہ مذہبی نفرت اور حقارت جو آج ہم کو نظر آ رہی ہے۔ اس کا بالکل ہی قلع قمع ہو جائے گا۔ اور دنیا کے انسان دوبارہ محبت اور پیار سے رہنے کے اہل ہو جائیں گے۔

اس کے بعد گوروارجن دیوجی کی شخصیت کو سامعین کے سامنے پیش کرتے ہوئے خاکسار نے بیان کیا کہ آپ جی نے سکھ دھرم کے اصولوں کی خاطر مثالی قربانی پیش کی۔ آپ نے عزت۔ دولت اور رشتوں کے لالچ کو ٹھکرا دیا۔

آپ نے سکھ قوم کے لئے ایک ایسی قربانی کی بنیاد رکھی جس پر سکھ قوم نے بعد میں اپنی قربانیوں کے ذریعہ ایک شاندار عمارت کو تعمیر کیا۔ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

جاکو مشکل است بنے
ڈھوئی کوئی نہ دے
لاگو ہوئے دسمناں
ساک بھی بھج کھلے
سبھو بھجے آسرا
چکے سب اسراؤ
...چیت آوے اوس پار برہم

"لگے نہ تتی واؤ"

سری گوروارجن دیوجی نے محبت پریم اور صلح کاری کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی غرض سے سری گورو گرنتھ صاحب میں ہر مذہب و ملت کے ساتھ تعلق رکھنے والے نیک انسانوں کے کلام کو درج فرمایا۔ شیخ فرید۔ بھیکن شاہ مسلمان بزرگوں کو بھی آپ نے احترام بخشا۔ اسی طرح سری دربار صاحب کی بنیاد رکھتے وقت۔ بنیاد کی پہلی متبرک اینٹ قابل احترام بزرگ حضرت میاں میر سے رکھوائی۔ اس طرح سے آپ نے سکھ قوم کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے لامتناہی محبت کا جذبہ پیدا کر دیا۔

سری گورو گرنتھ کی متبرک کتاب میں جہاں پر پانچ گورو صاحبان کا کلام درج ہے۔ وہاں پر مختلف مذہبوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے نیک انسانوں کی بانی ...

پھر یہ پوتر جن کی بانی سری گورو گرنتھ صاحب جی میں درج ہے پر مختلف مذہبوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے علاوہ مختلف علاقوں کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے اسلئے گویا آپ نے سکھ قوم کے دلوں میں بھی مختلف مذہبوں اور مختلف علاقوں کے ساتھ بھی پیار پیدا کر دیا۔ آپ نے ایکتا اور محبت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی غرض سے یہ پیغام دیا۔

وسر گئی سب تات پرائی
جب تے سادھ سنگت موہے پائی
نہ کو بیری ناہ بیگانہ
سگل سنگت ہم کو بن آئی
جو پربھ کینو سو بھل مانیو
راہ سمت سادھو تے پائی
سب میں رو رہا پربھ ایکے
پیکھ پیکھ نانک بگسائی

اس طرح پر سری گوروارجن دیوجی نے بڑے چھوٹے ہونے کے نظریئے کو بھی بدل دیا۔ آپ نے بتایا کہ حکومتوں کو فتح کرنے۔ سرمایہ دار بننے۔ یا بڑے عہدوں پر فائز ہونے سے انسان کو بڑائی نہیں ملتی بلکہ ... بڑائی (باقی صفحہ ...)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۲۹ جون ۱۹۶۱ء

اسلام کی تبلیغ اور مسلمان

مغرب کے ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ایشیا و افریقہ کے پسماندہ ممالک اس وقت یہ سب کے سب عجیب کشمکش اور اضطرابی حالت میں مبتلا ہیں۔ مغربی ممالک مادی ترقی میں بہت آگے نکل جانے کے باوجود غیر مطمئن اور غیر تسلی یافتہ ہیں وہ اس بات کا بخوبی تجربہ کر چکے ہیں کہ محض مادی اسباب میں ترقی کچھ چیز نہیں۔ ہر قسم کی ظاہری سہولیات اور معاشی اسباب کی فراوانی کے باوجود وہ اپنے تئیں غیر مطمئن پاتے ہیں اور وہ کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہیں جو ان کے دل کو سکون اور قرار بخشے۔

اس کے برعکس ایشیاء اور افریقہ کے ایسے ممالک جو حال ہی میں آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ وہ اوپر اٹھنے اور عروج حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ باوجود ایک بڑی نعمت مل جانے کے حقیقت میں وہ اس وقت نسبتاً زیادہ قابل رحم حالت میں ہیں۔ ان کی آنکھیں ابھی حالت میں کھلی ہیں جب ظاہری طور پر مغربی ممالک کی ترقی کا ڈھنڈورا ساری دنیا میں بج رہا ہے۔ ان ممالک کی آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر دینے والی ترقی اور ملک واسیوں کے لئے سامان تعیش کی فراوانی پسماندہ ممالک کو ہمسری کی دعوت دیتی ہے۔ اس بات کا بڑا اندیشہ ہے۔ ان ترقی یافتہ مغربی ممالک کے اندرونی کھوکھلے پن پر نظر جانے سے قبل اسی دلدل میں نو آزاد ممالک بھی پھنس جائیں۔

اس موقع پر اگر کوئی بہتر رابطہ حیات ان کی دستگیری کر سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ اسلام کے پاس وہ کچھ بھی ہے۔ جس کی مغربی ممالک کو جستجو اور تلاش ہے۔ وہ ان کو صحیح رنگ میں روحانی رہبری کے ساتھ دلی قرار اور تسکین قلب کے سامان بہم پہنچا سکتا ہے۔ اور یہی ایشیا اور افریقہ کے نو آزاد ممالک کی بہتر طور پر رہنمائی کر سکتا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اسلام کا پیغام ایک عالمگیر اخوت کا حامل ہے۔ اور اس کی ہمہ گیر تعلیم سبھی کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بلکہ وہ دنیا کی مشکلات کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ چاہے یہ مشکلات سیاسی نقطہ نگاہ کی ہوں یا اقتصادی اور معاشرتی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہوں۔ اس وقت تک دنیا نے اپنے نقطہ خیال سے عصر حاضر کی پیش آمدہ مشکلات کے حل پیش کئے اور تجربہ کی کسوٹی پر ان کی نا اہلیت ثابت ہو گئی۔ اب یکے بعد دیگرے سبھی اس میدان کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اسلام کے پیش کردہ حل کو آزمانے کے لئے دنیا مجبور ہوگی۔

بیشک دنیا کی طرف سے ایسے مطالبہ کی وہ شدت نظر نہیں آ رہی۔ مگر آثار بتا رہے ہیں کہ جلد یا بدیر ایسا وقت ضرور آنے والا ہے۔ اس کے لئے روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کو سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ افسوس مسلمان اپنی بلند شان کو بھلا چکا ہے تو قرآن پاک نے (لتکونوا شہداء علی الناس) ساری دنیا کا نگران اور رہنما بتایا ہے۔

اس حالت میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی جگہ ایسی تیاری کر لیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ خالی خولی زبانی دعوے یا کتابوں رسالوں اخباروں پر بڑھ چڑھ کر مضامین لکھ کر اس اہم فرض سے سبکدوش ہونا ممکن نہیں۔ دنیا کو ان کے عمل کی ضرورت ہے۔ اسے اس بات کی حاجت ہے کہ کون آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کو تھام لیتا ہے۔ اور اسے پرخطر مقام سے سلامتی پار لے جاتا ہے۔ اسلام کی دعوت اور تبلیغ ہی وہ عظیم کام ہے جس سے مسلمانوں کے تمام دلدر دور ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے ماتھے پر بے عملی اور جمود کی وجہ سے کلنک کا جو ٹیکہ لگ رہا ہے وہ اس سے دُھل سکتا ہے۔ شکر کا مقام ہے کہ اس چیز کی طرف کسی قدر حرکت پیدا ہوئی ہے۔ اور تبلیغ کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کی جانے لگی ہے۔ مگر تبلیغ حق کا کام جہاں امت مسلمہ کی تمام کمزوریوں کا واحد علاج ہے۔ وہاں یہ کام اس قدر سہل اور آسان بھی نہیں اگر عامۃ المسلمین اس میدان میں کامیابی چاہتے ہیں تو احمدیہ جماعت کے اسوہ حسنہ اور اس کے عملی تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ اس پرخطر راستہ کا خاصہ لمبا فاصلہ احمدیہ جماعت نے نہایت کامیابی و کامرانی سے طے کیا اور روئے زمین پر احمدی مبلغین کی بے مثال قربانیوں اور شب و روز کی جدوجہد کے خوشکن نتائج دنیا کے سامنے آ چکے ہیں۔ احمدیہ جماعت کے اس زبردست عمل کردار ہی کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں جماعت اسلامی کے آرگن نے اس حقیقت کو عامۃ المسلمین کے سامنے بطور حجت لزمہ یا قابل تقلید نمونہ کی صورت میں پیش کیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:-

"ہمیں ان احمدی حضرات کو ـــ اختلاف کے باوجود ـــ داد دینی چاہیئے۔ جو مغربی اور افریقی ممالک میں اپنے طور پر اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آخر یہ لوگ کہ مریخ سے وارد نہیں ہوئے انہوں نے اپنے خاص نظام کے ماتحت اپنے نظریات و عقائد کی تربیت حاصل کی۔ اور اپنے کردار کو پختہ بنایا۔ اور مذہب کی دولت انہوں نے پائی اسے لے کر وہ افریقہ اور دوسرے ممالک میں پہنچے اور ایقان کے سہارے اس کی دکانیں وہاں سجائیں جہاں اسلام کا نام لینا بھی دوسروں کے لئے باعث شرم ہے!

لیکن جو نوجوان گھر میں اسلام سے واقف نہیں جن کے پاس نہ خزانہ ہے اور نہ اس کی کنجی ہے وہ مغربی ممالک میں جا کر یہی کر سکتے ہیں کہ انہیں اپنی اسلامیت پر شرم آئے اور مغربی افکار سے متاثر ہوں اور فیصلہ یہ کریں کہ مغربی قوموں نے مذہب سے آزادی حاصل کر کے ترقی کی اور اس کی وجہ سے انہیں مشرق پر برتری حاصل ہوئی گویا اصل مسئلہ تربیت کا ہے اسلام اور کفر کا نہیں ہے۔ گھر کے ماحول میں جو رنگ چڑھ جائے گا خواہ وہ اسلامی رنگ ہو یا غیر اسلامی اسے مغربی ممالک میں جا کر نکھرنے کا موقع ملتا ہے۔ جو شخص گھر میں اسلام کی تربیت سے محروم رہا اس کی محرومیت میں وہاں جا کر اور اضافہ ہوگا۔ اور جس نے یہ نعمت گھر پر حاصل کر لی وہ کہیں بھی چلا جائے اس پونجی کی حفاظت ضرور کرے گا۔"

(دعوت دہلی بحوالہ صدق جدید ۲۳/۶/۶۱)

تبلیغ کے میدان میں اترنے سے قبل اس کے لئے مناسب تیاری کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے لمبے مجاہدہ دلی لگن اور عرفان اور محبت کی ضرورت ہے۔ دل میں اسلام پھیلانے کا ولولہ ہو عواقب سے بے پرواہ ہو کر پہاڑوں سے ٹکر لینے کا عزم ہو سینہ میں علم و عرفان کی شمع روشن ہو تو جوارح اسلام کی عملی تصویر پیش کرتے ہوں خواہشات نفسانی کے مقابلہ میں رضاء الٰہی کو اپنا مقصود بنا لیا ہو۔

زمانہ بدل گیا اس کے تقاضے بھی بدل چکے ہیں اس کے مطابق اب مسلم مبلغ کو بھی اپنے ذہن و فکر میں ایک نمایاں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ مساجد کے حجروں میں بیٹھ کر جہاد جہاد کی صدا بلند کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر ہوگا تو جاھدھم بہ جہادا کبیرا کے ارشاد خداوندی کو مشعل راہ بنا کر!

پھر یہ بات بھی خصوصیت سے غور کے قابل ہے کہ احمدی افراد میں کردار کی یہ پختگی کیونکر پیدا ہوئی۔ سچ پوچھئے تو اس کی اصل وجہ تازہ اور زندہ ایمان۔ دل کی گہرائیوں میں پیدا ہو جاتا ہے جو گفتار کے غازی سے زیادہ کردار کے غازی بنا دیتا ہے یہی وہ پرتاثیر ایمان تھا جس کے سبب اسلام کے صدر اول میں صحابہ سے محیر العقول کارنامے منصۂ شہود پر آئے اور آج بھی اسی قسم کے زندہ و پرتاثیر ایمان ہی کا کرشمہ ہے۔ جو مہدی برحق کی شناخت اور اس کی مقدس جماعت میں شامل ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ یہی وہ درسگاہ ہے جس کا تربیت یافتہ پہلے اپنے گھر میں اسلام پر پختگی حاصل کرتا ہے۔ اور اسلام کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ تب غیر ممالک میں اپنا اثر ڈالتا اور انہیں حلقہ بگوش اسلام کر کے قابل بناتا ہے۔

پس بے شک آج دنیا کو اسلام کے پیغام کی ضرورت ہے وہ ہر مسلمان کی طرف بڑی امید کی نظر سے دیکھتی ہے۔ مگر جب تک خود مسلمان کے دل میں اسلام کی شمع روشن نہ ہوگی اور اس کے عمل سے اس کا نمونہ دکھائی نہ دیگا وہ دنیا کی اٹھتی نگاہوں کی آماجگاہ کیونکر بن سکتا ہے!!

شریعت نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں انہیں ادا کرنا ہمارا فرض ہے

اس معاملہ میں غفلت برتنا ایک ظالمانہ فعل ہے

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۴۷ء

بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:-
آج میں احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ

جہاں تک انسانیت کا سوال ہے

مرد اور عورت کے جذبات اور احساسات ایک ہی قسم کے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے انسان بہت سی ٹھوکریں کھا جاتا ہے اور کئی قسم کے خیالات اور توہمات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے کہ مرد اور عورت کے جذبات ایک ہی قسم کے ہیں نہایت لطیف پیرائے میں توجہ دلائی ہے۔ وہ فرماتا ہے:-

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا

یعنی اے انسانو اللہ تعالیٰ کا

تقویٰ اختیار کرو

جس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔ اور اسی نفس سے اس کا زوج پیدا کیا ہے۔ نفس کے معنے کسی انسان کے نہیں ہوتے بلکہ نفس کے معنے حقیقۃ الشئی وعین الشئی کے ہوتے ہیں۔ اور خلق منہا زوجہا کے معنے یہ ہیں کہ ایک ہی حقیقت اور جوہر سے مرد اور عورت دونوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر

ایک نفس سے مراد

ایک جان ہو تو اس کے ساتھ تقویٰ کا کیا تعلق ہے۔ ہاں اگر ایک نفس سے مراد ایک جوہر سے پیدا کرنا لیا جائے۔ تو پھر اس کے ساتھ تقویٰ کا تعلق قائم کرنا پڑتا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ جیسے تمہارے جذبات ہیں ویسے ہی ان کے جذبات ہیں اور جیسے حقوق تمہارے ہیں ویسے ہی ان کے حقوق ہیں۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کا وہی مفہوم ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں توجہ دلائی۔ کہ جو چیز تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کر۔ جب جوہر ایک ہے تو لازمی بات ہے کہ جذبات اور احساسات بھی ایک جیسے ہوں۔ اور دونوں کے افعال کے نتائج بھی یکساں ہوں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے خلق منہا زوجہا فرما کر

عورتوں کے حقوق

پر زور دیا ہے۔ چونکہ ایک لمبے عرصہ سے عورتوں پر مردوں کی حکومت چلی آئی ہے۔ اس لئے مردوں نے عورتوں کے متعلق یہ خیال کر لیا کہ ان کے جذبات اور احساسات ہماری طرح نہیں بلکہ یہ صرف ہماری خدمت اور خوش طبعی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور پھر یہاں تک ان کو محکوم سمجھا گیا کہ لفظ آدمی کا اطلاق بھی مردوں پر ہی ہونے لگا اور عورتوں کو ان کے آدمی ہونے سے بھی جواب دے دیا گیا۔ دوسری طرف ایک لمبے عرصہ کی محکومی کی وجہ سے خود عورتوں نے بھی یہ خیال کر لیا کہ شاید ہم آدمیت سے خارج ہیں۔ چنانچہ جب کوئی مرد عورتوں کے سامنے آ جائے۔ تو کہتی ہیں پردہ کر لو آدمی آ گیا ہے۔ گویا وہ آپ ہی اپنی

آدمیت کی منکر

ہو چکی ہیں۔ اور ان کو اپنے متعلق یہ وہم پیدا ہو گیا ہے۔ کہ شاید ہم آدمیوں میں شامل نہیں ہیں۔ حالانکہ مرد اور عورت دونوں ہی آدمی ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ ان میں ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو عورتوں کو حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسے کہ جانوروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بلکہ مختلف ممالک میں عورتوں کی مظلومیت کا یہی حال رہا ہے۔ ہندوستان میں تو یہ رواج تھا۔ کہ جب خاوند مر جاتا تو عورت بھی ساتھ ہی جلا دی جاتی تھی۔ جس کو ستی کی رسم کہتے تھے گویا عورت کا علیحدہ وجود کوئی نہ تھا۔

پس یہ معنے جو میں نے کئے ہیں۔ ان میں عورت کے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور مردوں سے کہا گیا ہے کہ تمہارے دماغوں میں عورتوں پر حکومت کرنے کی وجہ سے یہ بات سما چکی ہے کہ صرف مردوں میں جذبات ہوتے ہیں عورتوں میں نہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ عورت بھی ویسے ہی جذبات اور احساسات رکھتی ہے۔ جیسے تم رکھتے ہو۔ اور اس کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں۔ جیسے تمہارے اس لئے ان سے معاملہ کرنے میں کبھی بے جا سختی سے کام نہ لو۔

غرض اللہ تعالیٰ نے من نفس واحدۃ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ تم دونوں میں

ایک ہی جوہر کام کر رہا ہے

تمہیں عورتوں پر حاکم نہیں بنایا گیا بلکہ تمہاری آسانی کے لئے صرف تقسیم عمل کی گئی ہے۔ اس تقسیم عمل کی وجہ سے تمہیں ان پر کوئی خاص فوقیت حاصل نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق کا یہاں تک خیال رکھا ہے کہ آپ نے وفات سے پہلے جو تقریر فرمائی اس میں فرمایا کہ میں تمہیں غلاموں کی خبرگیری کے متعلق وصیت کرتا ہوں ان سے اچھا سلوک کرنا اور ان کو حقیقی بھائیوں کی طرح رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف انتظامی لحاظ سے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ ورنہ اس کے یہ معنے نہیں کہ تم اس ماتحتی سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔ اسی طرح فرمایا کہ عورتوں کے حقوق کی خاص طور پر نگہداشت کرنا۔ ان سے بدسلوکی نہ کرنا۔ اور ان کو ذلیل نہ سمجھنا یہ آپ کی آخری نصیحت تھی۔ جو آپ نے صحابہؓ کو فرمائی۔

حقیقت یہ ہے

کہ اگر مرد اور عورت ایک ہی جوہر سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو یہ بھی لازمی بات ہے کہ اگر عورتوں سے کوئی سلوک کیا جائے اور ان کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے گا تو کبھی نہ کبھی ان میں بغاوت کی روح ضرور پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ کوئی بدی سو دو سو یا چار سو سال سے زیادہ نہیں چل سکتی۔ آخر اس کے خلاف دنیا بغاوت کر دیتی ہے زار کے خاندان نے کتنی لمبی حکومت کی۔ لیکن بعد میں جب عوام نے اسے حکومت سے برطرف کیا تو اس وقت اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس کے واقعات پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں ان لوگوں پر بھی رحم آتا ہے جن کو سینکڑوں سال تک غلامی کی زنجیروں میں ایسا جکڑا گیا کہ

ان کی زندگیاں تلخ ہو گئیں

آخر ان کے بھی کچھ جذبات تھے مگر انہیں معمولی معمولی باتوں پر بڑی بڑی سخت سزائیں دی جاتیں۔ ان کو سائبیریا کے گھنے جنگلوں میں جہاں دو دو تین تین سو میل تک آبادی کا نام و نشان تک نہیں تھا پھینک دیا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ انتہائی دکھ کے ساتھ اپنی زندگی کے بقیہ دن پورے کرتے۔ آخر ملک میں بغاوت ہو گئی اور لوگوں نے ان مظالم کا بدلہ نہایت سختی کے ساتھ لیا۔ اسی طرح ہندوستان میں اچھوتوں پر ایک لمبے عرصہ تک ظلم کیا گیا مگر ان میں بھی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ سرمایہ داروں کی طرف سے مزدوروں پر ظلم کیا گیا۔ مگر اب ان میں بھی بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اور سرمایہ داروں سے انتقام لینے کے جذبات ان میں موجزن ہیں چنانچہ کہیں سٹرائیک کر دیتے ہیں۔ اور کہیں [illegible] نتائج کو دیکھتے ہوئے میں نے تحریک جدید میں

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا مطالبہ

جماعت کے سامنے رکھا تھا مگر کچھ دیر تو اس پر عمل ہوا۔ اور پھر اسے ترک کر دیا گیا۔ حالانکہ تحریک سے میری غرض یہ تھی۔ کہ مزدوروں کا سوال ہی اڑ جائے اور لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے عادی ہو جائیں۔ بہرحال اگر مزدور بغاوت کر دیں تو ان کے بغیر بھی دنیا گزارہ کر سکتی ہے۔ لیکن کیا تم نے کبھی سوچا کہ اگر عورتیں بغاوت کر دیں اور مردوں کا سلوک ہمارے ساتھ اچھا نہیں اور وہ غلاموں کی طرح سلوک ہم سے کرتے ہیں۔ اس لئے ہم شادی نہیں کریں گی۔ تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اس سے

دو بڑے نقصان

ہوں گے جو ناقابل برداشت ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ دنیا میں بدکاری پھیل جائے گی۔ اور دوسرے قوموں کی نسل ختم ہو جائیگی پس تم ہمیشہ یاد رکھو کہ یہاں بھی

خیر بھی برباد ہوگا وہاں شیر جیسی نتائج پیدا ہوں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے بعض مرد بھی پورے طور پر عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اور آئے دن مردوں اور عورتوں کے جھگڑے میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ حالانکہ میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام بھی سنائے ہیں۔ عقلی اور نقلی دلائل بھی دیئے ہیں کہ

عورتوں سے اچھا سلوک کرو

لیکن اس کے باوجود مرد چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں۔ اور یہی کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح عورتوں کے حقوق میں کمی آ جائے۔ اسی طرح جب ورثہ کا سوال آتا ہے۔ تو مرد عجیب عجیب رستے اختیار کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنی بیوی یا ماں یا بہن کو حصہ نہ دینا پڑے اور اس قسم کے واقعات زمینداروں میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت شہری لوگوں کا بھی ہے گو وہ اور رنگ میں ہے۔ کل ہی مجھے ایک عورت کا خط موصول ہوا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تحریک جدید میں حصہ لوں۔ لیکن میرا خاوند مجھے الگ جیب خرچ نہیں دیتا۔ اور کہتا ہے کہ جو چندہ دے رہا ہوں اس میں تمہارا چندہ بھی ہے۔ لیکن میرا نفس چاہتا ہے کہ میں بھی کوئی قربانی کروں میرے نزدیک اس عورت کا مطالبہ صحیح ہے۔ اگر خاوند کے اس دل کے مطابق ایک شخص کا چندہ دے دینا ہی دوسرے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ تو پھر

کمیونزم کا یہ اصول

بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جتنی کسی کو ضرورت ہے۔ گورنمنٹ اسے اتنا دے دیگی اور باقی چیزوں کی وہ خود مالک ہوگی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر اس اصول کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو انسان نیکی میں ترقی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سب کچھ تو گورنمنٹ کے قبضہ میں ہوگا۔ اسے تو صرف اپنی ضرورت کے مطابق ملے گا اس سے زائد کچھ نہیں ملے گا۔ اگر اس کے دل میں کبھی نیکی کی تحریک پیدا ہوئی کہ میں فلاں کی امداد کروں۔ یا خدا تعالیٰ کے نام پر کچھ دوں یا کسی سے ہمدردی کروں۔ تو وہ نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ اس کو روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔ اس سے زائد کچھ نہیں ملے گا۔ اس طرح اس کے اخلاق بلند نہیں ہو سکتے۔ اور اگر اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ میں کسی کو کھانا کھلاؤں یا کپڑا پہناؤں تو وہ اس بات پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ وہ

بیوی اور بچوں کی خواہشات

کو پورا نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ اس کے پاس کچھ زائد تو ہوگا نہیں کہ وہ اس سے ان کے لئے کوئی چیز خرید سکے۔ باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کے لئے کوئی تحفہ لائے یا اپنی بیوی کے لئے کوئی نیا کپڑا بنائے یا اسے کوئی اور چیز خرید کر دے۔ لیکن ایسا شخص بالکل بے بس ہوگا۔ کیونکہ زائد اخراجات جو کہ وقتاً فوقتاً انسان کو پیش آتے ہیں۔ ان کے لئے اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں ہوگا۔ ہم یہ اعتراض کمیونزم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور اسے عملی زندگی کے لئے ناقابل عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن

کتنے تعجب کی بات ہے

کہ اپنی بیویوں کے معاملات میں ہم اسی اصول کو جائز سمجھیں۔ کہ جو کچھ ہمارے پاس آتا ہے اس کے ہم ہی مالک ہیں اور اس میں سے عورتوں کو صرف روٹی کپڑا ملنا ہے۔ باقی دینی کاموں یا دوسری ضروریات کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جو خاوند اس خیال کے ہیں ان کو چاہیئے۔ یا تو وہ اپنی بیویوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ جیب خرچ دیا کریں۔ ورنہ اگر وہ تنگ آ کر ملازمت کرنا چاہیں۔ تو پھر ان کی ملازمت میں روک نہ بنیں۔ اگر وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیوی ملازمت کرے۔ تو پھر امیرانہ یا غریبانہ کچھ نہ کچھ جیب خرچ اپنی حیثیت کے مطابق انہیں ضرور دیا کریں۔

یہ انسان کا فطرتی تقاضا ہے

کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے بھی نیکی کرنا چاہتا ہے۔ اس فطرتی تقاضا کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ہندہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا دل صدقہ و خیرات کرنے کو چاہتا ہے۔ لیکن ابو سفیان بخیل آدمی ہے وہ مجھے علیحدہ خرچ نہیں دیتا کیا میں اس کے مال میں سے کچھ روپیہ لے کر صدقہ و خیرات میں دے دیا کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں دے دیا کرو۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو سفیان کی قربانی کو اس کی بیوی کے لئے کافی نہیں سمجھا۔ ورنہ آپ فرما دیتے کہ جب ابو سفیان قربانی کر رہا ہے تو تمہیں صدقہ و خیرات کی کیا ضرورت ہے۔ پس

حقیقت یہ ہے

کہ خاوند کی قربانی بیوی کے دل کو صاف نہیں کر سکتی اور بیوی کی قربانی خاوند کے دل کو صاف نہیں کر سکتی۔ کیا تم نے کبھی ایسا کیا ہے کہ صبح کی چار رکعتیں پڑھنے کے بعد دو یا چار رکعتیں اپنی بیوی کی طرف سے بھی پڑھ لو۔ یا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی بیوی کی طرف سے بھی تم نے مغرب کی نماز پڑھی ہو۔ جب تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے نماز پڑھنے سے بیوی کے دل کی صفائی نہیں ہو سکتی تو تم یہ کس طرح خیال کر سکتے ہو کہ تمہارے چندوں کی وجہ سے اس کے دل کی صفائی ہو سکتی ہے۔ اور اس کا دل تمہاری قربانیوں کی وجہ سے مطمئن ہو جائے گا۔

مجھے حیرت آتی ہے

کہ مردوں نے اس بات کو سمجھا کیوں نہیں۔ حالانکہ مردوں کو عورتوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ان کی مائیں بھی ان کے باپوں کی بیویاں تھیں اور اُن کی ماؤں سے اس قسم کی سختی بیت چکی ہے ان کو ہوش سنبھالتے ہی یہ عہد کر لینا چاہیئے تھا کہ ہم اپنی بیویوں سے ایسا سلوک نہیں کریں گے۔ اور آئندہ کے لئے ہم عورتوں کو کبھی ذلیل نہیں ہونے دیں گے پھر

شرافت نفس کا تقاضا

بھی یہی ہے کہ عورتوں کو ذلیل نہ سمجھا جائے۔ اور ان سے جانوروں کا سا سلوک نہ کیا جائے۔ بعض لوگ اس بات میں بھی اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی سے اس کے رشتہ کے بارہ میں مشورہ کریں گے۔ گویا ان کے نزدیک اُن کی بیٹی ایک جانور کی حیثیت رکھتی ہے کہ جس کھونٹے پر چاہا باندھ دیا۔ یہ طریق پسندیدہ نہیں اور شریعت اس کو جائز قرار نہیں دیتی۔ لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ شریعت نے جو حق عورتوں کو دیئے ہیں وہ بلا تامل ان کو دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو

عورتوں میں بغاوت

پھوٹے گی اور اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق فرمایا ہے کہ الرجال قوامون علی النساء مردوں کو عورتوں کے مقابلہ میں ڈیڑھ پاور حاصل ہے۔ اگر وہ دیکھیں کہ بیوی کے کسی تقاضے سے گھر میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو اس میں روک پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں تمام حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ شریعت نے عورت کو اجازت دی ہے کہ اگر اس کا خاوند اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ قضاء میں نالش کر سکتی ہے۔ پس میں

دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ آپ لوگ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہیں ورنہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ دجالیت کی آگ کہیں ہمارے گھروں سے امن کو بھی برباد نہ کر دے۔ دشمن نے ایک ایسی آواز بلند کی ہے جو کہ حقیقت میں نہایت خطرناک ہے۔ لیکن بظاہر عورتوں کے لئے اپنے اندر ایک اطمینان کا سامان رکھتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ آواز پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اگر ہم نے اسے روکنے کی کوشش نہ کی تو وہ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور اس حد تک اس کا برا اثر پڑ بھی چکا ہے کہ مسلمان عورتیں بھی یہ کہنے لگی ہیں کہ دو بیویاں کرنا سخت ظلم ہے گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کہ اس کی اجازت دینے والے ہیں۔ درحقیقت وہ ظالم ہیں

یہ کلمہ کفر نہیں تو کیا ہے

لیکن یہ کس حد تک عورتوں کے منہ سے نکلوایا مردوں نے جنہوں نے دو بیویاں کیں اور ایک بیوی سے اچھا سلوک کیا اور دوسری سے برا سلوک کیا۔ آہستہ آہستہ عورتوں کے دماغوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اگر کوئی شخص دو بیویاں کرتا ہے۔ تو وہ ظلم کرتا ہے۔ ان کے اس گناہ میں وہ مرد بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے یہ آواز بلند ہوئی۔ ورنہ

حقیقت یہ ہے

کہ دو عورتیں اپنی اپنی جگہ قربانی کرتی ہیں تو مرد بھی ان کے ساتھ اس قربانی میں شریک ہوتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ انگریزوں کے سامنے یہ بات بیان کی ہے کہ عورتوں کے ساتھ مرد بھی اس قربانی میں شریک ہے۔ اور اس کے لئے مساوات قائم رکھنا ازبس ضروری ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ لوگ میری باتوں کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو معقول بات ہے۔ اس پر تو اعتراض

احمدیہ دار التبلیغ دہلی کی تبلیغی رپورٹ

بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۶۱ء

(از محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل انچارج احمدیہ دار التبلیغ دہلی)

انفرادی ملاقاتیں

عرصہ زیر رپورٹ میں تقریباً پچاس کس سے بطور خاص ملاقات کر کے انہیں احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ ان میں مسلم و غیر مسلم ہر قسم کے لوگ شامل رہے۔ مولویوں پنڈتوں اور گیانیوں کے علاوہ تقریباً ہر قسم کے کاروباری لوگوں سے بھی سابقہ پڑا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ یہ ملاقاتیں بہت دلچسپ ثابت ہوئیں اور ان میں شامل ہونے والوں نے بہت اچھا اثر لیا۔

اس سلسلہ میں سکھ صاحبان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ اگرچہ انہوں نے مجھے مطالعہ کے لئے اپنا لٹریچر دیا۔ لیکن خود میرا پیش کردہ لٹریچر بھی ذوق شوق لیا اسے پڑھا اور پھر اس پر قابل قدر تبصرہ فرمایا۔

اسلامی مسائل ہیجو از قسم حج و روزہ یا ختنہ وغیرہا کے بارہ میں کئی حد درجہ مضحکہ خیز بلکہ بسا اوقات خوفناک غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ اور یہ لوگ احکام اسلام کی فلاسفی اور برتری کا حال سنکر انگشت بدنداں رہ گئے۔ انہیں "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ"، "چولہ صاحب"، "نماز گورمکھی اور میرت النبی صلعم" بزبان انگریزی بغرض مطالعہ دی گئیں اور اس طرح پوری کوشش کی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ مسائل احمدیت و اسلام سے آگاہ ہو جائیں۔

عید الاضحیہ

احباب جماعت عین وقت پر نماز

مومہ۔ کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن چونکہ عام طور پر لوگ عورتوں کے ساتھ انصاف کا سلوک نہیں کرتے اس لئے عورتیں سمجھتی ہیں کہ شاید یہ باتیں صرف کہنے کے لئے ہیں کرنے کے لئے نہیں

پس

عورتوں کے حقوق

کو تلف کرنا ایک ظالمانہ فعل ہے۔ بھائی مردوں اور نوجوانوں کو خصوصاً اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ اسلام کے رستہ میں کوئی دیوار حائل نہ ہو۔

عید کے لئے انجمن احمدیہ پٹودی ہاؤس دہلی میں آ گئے تھے۔ مردوں کے علاوہ مستورات اور بچے بھی بہ ذوق شوق نماز میں شامل ہوئے۔ نماز خاکسار نے پڑھائی اور پھر مختصر مگر مؤثر خطبہ پڑھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگرچہ عید کا لفظ خوشی کا ہم معنی بن چکا ہے اور آج ہر خورد و کلاں خوش و خرم نظر آ رہا ہے۔ مگر اس تقریب کے پس پردہ ایک بڑا ہی دردناک منظر پنہاں ہے۔ یعنی ایک باپ اپنے ایک نہایت ہی ہونہار و جگر گوشے کو خدا کی راہ میں قربان کر رہا ہے۔ اور ایک نوجوان ماں اپنے ہاتھوں اپنے نور نظر کو خدا کی راہ میں قربانی کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم عید کی خوشیاں مناتے ہوئے اس پس منظر کو کبھی فراموش نہ کریں آج کا دن در اصل ایک منڈی کا دن ہے جبکہ خدا کے فرشتے عالم اسلام میں ایک ابراہیم، ایک اسمٰعیل اور ہاجرہ کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی نگاہ میں ابراہیم، اسمٰعیل اور ہاجرہ قرار پائیں۔ اللھم اجعلنا منھم آمین ثم آمین

چونکہ آج جمعہ کا دن تھا، اس لئے عید کی نماز کے بعد احباب کچھ دیر وہیں ٹھہرے رہے اور نماز جمعہ پڑھنے کے بعد گھروں کو واپس لوٹے۔

جیو ہتیا کا اعتراض

انہی دنوں ایک سنجیدہ مجلس میں ایک صاحب نے فرمایا کہ عید کے موقع پر اس قدر بے دریغ قربانیاں بڑی جیو ہتیا ہے اس سے پرہیز لازم ہے۔ میں نے کہا یہ تو وہی مثال ہوئی کہ ایک دفعہ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی نے ایک بڑے بزرگ سے پوچھا کہ اگر کسی حاجی کو احرام کی حالت میں جوئیں پڑ جائیں تو جوؤں کا مارنا جائز ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ میدان کربلا میں امام معصوم کا خون بہاتے وقت تو پوچھا نہیں اور اب جوؤں کے بارہ میں فتویٰ پوچھ رہے ہیں۔ اسی طرح جہاں تمام انسانی خون سے ہولی کھیل جاری ہے

اور ہا ینہمہ جیو ہتیا کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ فضا بالکل صاف ہو گئی اور میدان ہموار۔ تب اس سلسلہ میں مدلل اور معقول گفتگو یوں معلوم ہوتی تھی کہ کانوں کی راہ سے دلوں میں اترتی چلی جا رہی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ سامعین نے بہت اچھا اثر لیا۔ فالحمد للہ۔

جلسۂ یوم خلافت

۲۷ر مئی کو انجمن احمدیہ پٹودی ہاؤس میں یوم خلافت منایا گیا جس میں خاکسار نے خلافت، اس کی اہمیت، اس کی برکات اس کی ضرورت اور اس کے دوام پر مفصل تقریر کی۔ جس سے اپنے ترائے غیر از جماعت حاضرین بھی بہت مستفید ہوئے۔ چنانچہ ناسازگار حالات کے باوجود یہ طے پایا کہ ہر اتوار کو انجمن احمدیہ میں خصوصی اجتماع ہوا کرے۔ جس میں اہم و خاص مسائل پر باقاعدہ گفتگو کے ذریعہ سامعین کو قیمتی معلومات بہم پہنچائی جایا کریں۔

گوردوارہ پہاڑ گنج دہلی میں لیکچر

مورخہ گیارہ جون کو ناچیز راقم کو گوردوارہ پہاڑ گنج دہلی میں لیکچر

کے لئے مدعو کیا گیا۔ اور اس دعوت نامے کا اصل موجب سردار موہن سنگھ مالک وسیع سیونگ مشین کمپنی ہوئے جن سے ہمارے دوستانہ مراسم ہیں اور بالعموم پُر محبت فضا میں مذہبی تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا ہے۔ مگر گوردوارہ میں پہنچنے پر سب بہنوں اور بھائیوں نے مخلصانہ خیر مقدم کیا۔ اور لیکچر کے بعد تو سبھی پریمیوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ایسے لیکچر بار بار کئے جائیں تاکہ باہمی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہو کر دونوں قوموں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔

شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے بارہ میں ہماری عقیدتمندی سامعین کے واسطے حیران کن تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات جو بابا صاحب کی شان میں آپ نے قلم سے نکلی ہیں سونے پر سہاگہ کا کام کر گئیں۔ اس سلسلہ میں گذشتہ تاریخ کے شواہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریری بیان مندرجہ ست بچن بے حد خوشکن رہا۔

لیکچر میں بتایا گیا کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج ایکتا کے پیامبر تھے وہ بچھڑوں کو ملانے، دکھیوں کو منانے اور کپوتوں کو سپوت بنانے کے لئے آئے تھے۔ لہذا سچا سکھ وہی ہے جو گوردوارہ سے نکلنے کے بعد ویسا ہی سکھ رہے جیسا کہ گوردوارہ کے اندر ہوتا ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے یہ لیکچر بہت کامیاب رہا اور حاضرین نے بہ اصرار زور دیا کہ ایسے لیکچر بار بار ہوا کریں اور کہ اسی قسم کی تقاریر کے لئے گوردواروں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

درخواست ہائے دعا

قادیان ۲۷ر جون۔ چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ جو رخصت پر قادیان آئے ہوئے تھے مورخہ ۵؍۶؍۶۱ کو بعد نماز فجر یک لخت شدید طور پر بیمار ہو گئے۔ مقامی ڈاکٹر ڈی آئی اینڈ سے سائنٹس کے عارضہ کی تشخیص کی اور فوری طور پر بٹالہ لے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ جلد ہی سکوٹر پر بٹالہ پہنچائے گئے۔ اور سرکاری ہسپتال میں داخل کرائے گئے۔ جناب ڈاکٹر جسونت سنگھ صاحب نے اپریشن کیا جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ ایک ہفتہ اسی جگہ باقاعدہ طور پر زیر علاج رہنے کے بعد ۲۲ر جون کو قادیان آ گئے تو زخم کی حالت تسلی بخش نہ ہونے کے باعث بغرض علاج پھر بٹالہ چلے گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ جلد از جلد اپنے مرکز میں پہنچ کر اعلائے کلمۃ اللہ کی خدمت بجا لا سکیں۔ آمین۔

۲۔ خاکسارہ کے والدین عرصہ دراز سے علیل چلے آ رہے ہیں۔ والد محترم کے دبنے ہاتھ میں شدید تکلیف ہوتی ہے نیز والدہ محترمہ کو پیٹ کی تکلیف ہے، کمزوری لاحق ہے۔ علاج بدستور جاری ہے۔ احباب کرام اور تمام درویشان و بزرگان کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین کو جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

عاجزہ مبارکہ خاتون۔ صدر لجنہ اماء اللہ سوگھڑہ علاقہ

توحید

تمام مذاہب کا بنیادی مسئلہ

از محترم مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

کائنات کی شہادت

کائناتِ عالم اور اس کے نظام پیچیدگی سے غور و فکر کرنے والا انسان لازماً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس کون و مکان کا ایک خالق ہے جو تمام قدرتوں کا سرچشمہ اور طاقتوں کا مالک ہے جس کی حکمت اور علم کے مطابق یہ کارخانۂ عالم معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اور جس کے علم کے ماتحت اور جس کے مقرر کردہ نظام کے تابع کائنات کا ذرہ ذرہ کام کر رہا ہے۔ اور اپنے فرض کو بجا لا رہا ہے۔

آسمانوں اور زمین کی عجیب تخلیق قادرِ مطلق اور مدبر بالارادہ ہستی کی ذات پر گواہ ہے۔ موسموں کے تغیرات میں ہواؤں کی گردشوں میں گرمی و سردی بہار و خزاں اور خشک سالی و برسات میں اس کی قدرت کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے اگر یہ کارخانہ ایک ایسے روزمرہ کے انداز پر چلتا کہ جس میں کبھی تبدیلی نہ ہوتی تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ بنانے والے نے اس کائنات کو بنا کر پابند قانون کر دیا ہے اور سب چیزیں اب خود بخود حرکت و سکون کر رہی ہیں۔ اور وہ خالق اس دنیا اور دوسری مخلوقات سے الگ تھلگ ہو بیٹھا ہے۔ مگر جب انسان دیکھتا ہے کہ سلسلۂ علت و معلول کے باوجود کائنات میں ایسے حادثات آتے ہیں۔ اور اس قسم کی غیر معمولی باتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں جن سے انسانی عقلیں دنگ اور ششدر رہ جاتی ہیں تو انسان یقین رکھتا ہے کہ جس ہستی نے یہ کائنات پیدا کی ہے۔ بے شک اس نے اپنی قدرت سے ایک انتظام مقرر کر دیا ہے۔ اور سب چیزیں اس کے نظام کی پابند ہیں۔ مگر پھر بھی خالق کون و مکان کا ہاتھ بالا ہے۔ اور جس مرحلہ پر وہ چاہتا ہے روزمرہ کے نظام میں جتنی تبدیلی چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ بہر حال نظام کائنات اور اس کارخانۂ مخلوقات کا سارا سلسلہ ایک قادر و توانا ہستی کے وجود پر گواہ ہے۔ اور عقلمند انسان آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ درمیانی مراتب پر بھی سمجھ منتقل ایک مرحلہ پر آ کر رک جاتی ہے۔ اور خیالی راہیں بے نشانہ آگے سے نہیں چلتا۔ لیکن ذرے سے گہرے تدبر سے علوم اور معلومات کا ایک اور بحرِ ناپیدا کنار نظر آتا ہے۔ اور یہ سلسلہ آخرکار اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی منزل پر آ کر ختم ہوتا ہے ان الیٰ ربک المنتھیٰ۔

انسانی عقل کی یہ شہادت لمبے تدبر اور طویل تجربہ کے بعد پیدا ہوتی ہے اگرچہ بعض عقلاء اس میدان میں ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور مادیات کی کسی منزل کو اپنی آخری منزل خیال کر لیتے ہیں۔ اور اپنے محدود وسائل علم کی وجہ سے اس سے آگے جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے مگر انسانیت بحیثیت مجموعی مادیات کو اپنی انتہائی منزل ماننے پر رضامند نہیں۔ اس لئے عقولِ بشریہ اپنی تلاش اور جستجو کو کسی جگہ پر ختم کرنے کے لئے تیار نہیں اور یہی انسانی ترقی کا راز ہے۔ اور یہی وہ امید کی کرن ہے جس سے توقع پیدا ہوتی ہے کہ آخرکار اپنی اصل منزل کی طرف عود کریں گے۔ اور تمام فلسفی سائنسدان اور علوم ہیئت کے ماہرین ایک دن اس دریا دراور ہستی کا اقرار کریں گے۔ جس نے اس سارے کارخانہ کو عجیب در عجیب حکمتوں سے پیدا کیا ہے۔ اور اس میں ایسی محکم اور گہری ترتیب پیدا کی ہے۔ اور باہم چیزوں میں ایسا رابطہ رکھا ہے کہ جس سے کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے ذوالعجائب کے وجود پر گواہ بن گیا ہے۔

الغرض مخلوقات کا سلسلہ آخرکار اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید پر دلیل قرار پاتا ہے۔ اور اہل فکر و عقل کے لئے اس میں ایک نشان ہے۔

فطرت کی گواہی

اللہ تعالیٰ کی توحید کا مسئلہ چونکہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ انسانیت کے لئے درحقیقت یہی ایک مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی نہیں کیا کہ بیرونی کائنات میں توحید کے لئے دلیل رکھ دی۔ اور انسان کو اس طرف متوجہ کر دیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے عقیدہ کو انسان کی فطرت میں ودیعت فرمایا جو کہا گیا ہے کہ انسانوں سے ازل میں ایک عہد لیا گیا۔ اور سب انسانی ارواح سے الست بربکم کا سوال کیا گیا۔ اور سب نے بلیٰ القلوب بلیٰ کا جواب دیا۔ یہ سوال و جواب انسانی فطرت کی توحید پر گواہی ہی تو ہے۔

یوں تو دنیا میں ہزاروں بت پرست ہیں بے شمار دیوی دیوتاؤں۔ پتھروں۔ درختوں۔ جانوروں اور انسانوں کی پوجا ہوتی ہے۔ کیا یہ انسانی فطرت کی درخشندہ شہادت نہیں کہ جب انسانوں کی کشتی بحرِ ذخار کے بھنور میں آ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں یقین کرتے ہیں۔ تو وہ زندگی کے اس نازک ترین مرحلہ پر خطرات کی آواز کے مطابق خدائے قادرِ مطلق کو ہی پکارتے ہیں۔ اب شرک کی راکھ کو مصیبت کے بگولے اڑا دیا ہے اور چمکتی ہوئی انسانی فطرت پھر اپنے خالق کے آستانہ پر آ گرتی ہے۔ ایسے واقعات دنیا میں اجتماعی طور پر بھی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور انفرادی رنگ میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ انسان غفلت سے نکل کر بیداری کے عالم میں آ جاتا ہے۔

انسانی فطرت کی یہ گواہیاں زندگی کے وسیع سمندر میں روشنی کے مینار ثابت ہوتی ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں بینا آنکھ والے اس روشنی کے سہارے سے توحید کی اندرونی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ اور ان کی ارواح اپنے خالق کی محبت میں گداز ہوتی ہیں۔ انسانی فطرت کبھی کائنات کے حسن و جمال کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے گیت گاتی ہے اور اس کی بے انتہا طاقتوں کے تصور میں محو ہو جاتی ہے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ کے پرہیبت اور جلالی کاموں سے اس کی خفیہ استعدادیں بیدار ہوتی ہیں۔ غرض یہ کارخانہ رنگ بو اپنی گوناگوں صنعتوں سے خالق کائنات کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اور انسان کو صراطِ مستقیم کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات انسانی فطرت کے لئے اندرونی اور بیرونی شہادت سے ثابت ہے اور انسان ذاتِ باری کے انکار کرنے میں کسی طرح حق پر نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کی گواہی

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے اپنے انبیاء و مرسلین کا زبردست نظام مقرر فرمایا ہے انبیاء ہر ملک اور ہر زمانے میں بھولے بھٹکے انسانوں کو ان کے خالق کی طرف متوجہ کرنے کا فریضہ کرتے ہیں۔ نبیوں، رسولوں اور رشیوں کی یہ گواہی ہر ملک اور ہر زبان میں موجود ہے۔ زمانوں کے بعد، علاقوں اور رنگتوں کے اختلافات کے باوجود وہ سب اس امر پر متفق ہیں کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔ اور اسی نے ہم کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ یہ برگزیدہ لوگ اپنی پاکیزہ زندگی اور راست بازی و صداقت شعاری میں بے نظیر لوگ تھے۔ ان کے معاند کے مخالف بھی انہیں صادق اور سچا ٹھہراتے تھے۔ ان کے اخلاق کے مداح تھے۔ یہ لوگ اپنے اپنے وقت کے بہترین وجود تھے۔ یہ لوگ اپنے اپنے وقت کے بہترین وجود تھے اور وہ سارے کے سارے اس بات میں یک زبان ہیں کہ دنیا جہان کا ایک پیدا کنندہ ہے ہم سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس نے ہم کو اہل دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے یہ گواہی اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید پر ایک زبردست اور واضح شہادت ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت کہ ہم نے ہر قوم میں رسول مبعوث کئے ہیں اور وہ سب یہی تعلیم دیتے رہے ہیں کہ لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے غیر کی پرستش سے اجتناب اختیار کرو۔ انبیاء کی اس عظیم شہادت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر نبی کمزوری کی حالت میں دعوے فرماتا ہے۔ مخالفین اس پر استہزاء کرتے ہیں اور جب اس روحانی جماعت کا آغاز ہوتا ہے اور یہ آسمانی پودا کونپل کی صورت میں نمودار ہوتا ہے تو سب مخالف طاقتیں اس پودا کو کچلنے اور نیست و نابود کرنے کیلئے اجتماعی زور لگاتی ہیں۔ اس انتہائی مخالفت کے زمانہ میں خدا کا فرستادہ زبردست شوکت کے ساتھ اعلان فرما دیتا ہے کہ میں اور میری جماعت کے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور ہمارے مخالف ناکام اور مغلوب ہوں گے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ہمارے ساتھ سچا یگانہ خدا ہے اور ہمارا یہ غلبہ اس کی الوہیت اور توحید کی دلیل ہوگی۔ نبیوں کی تاریخ شاہد ہے کہ ہزاروں لاکھوں مرتبہ یہ معرکہ ہوا اور ہزاروں لاکھوں مرتبہ دنیا کے زرخیزوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ ہر دفعہ خدا کی بات پوری ہوئی اور مخالف ہار گئے اور فتح و کامیابی نبیوں کو نصیب ہوئی گویا نبیوں کی توحید الٰہی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات زندگی

از جناب شیخ عبدالقادر صاحب (سوداگرمل) مؤلف کتاب "حیاۃ طیبہ" مزنگ لاہور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے فاروق آپ کا لقب تھا اور ابوحفص کنیت۔ باپ کا نام خطاب اور ماں کا حنتمہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سال چھوٹے تھے۔ آپ عدی قبیلہ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ کے قبیلہ کو قریش میں دو منصب حاصل تھے۔ مقدمات میں ثالثی کا اور سفارت کا۔

آپ ان چند محدود افراد میں سے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ذاتی وجاہت اور معاملہ فہمی کی وجہ سے آپ قوم کی طرف سے سفارت کے منصب پر مامور کئے گئے تھے۔

آپ کا اسلام قبول کرنا

آپ کی ایک لونڈی مسلمان ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ اسے بہت پیٹا کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سخت عداوت تھی۔ ایک دن آپ کو قتل کرنے کے عزم سے تلوار اٹھائی۔ رستہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ عمر! کدھر جا رہے ہو! فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سنکر آپ کو سخت طیش آیا۔ اور سیدھے اپنی بہن کے گھر گئے۔ دروازہ پر زور سے دستک دی۔ اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت خبابؓ آپ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن کریم کی تعلیم دے رہے تھے۔ انہوں نے جب حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو فوراً چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اندر داخل ہوتے ہی پہلا سوال یہ کیا کہ یہ کس کی آواز آ رہی تھی۔ اور تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ادھر اُدھر کی باتیں کرکے اس سوال کو ٹالنے کی کوشش کی۔ اس پر حضرت عمرؓ بولے! کہ تم دونوں شاید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر لا چکے ہو۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا۔ حق کے قبول کرنے میں کیا حرج ہے۔ یہ اتنا سننا تھا کہ حضرت عمرؓ آتش غضب میں دیوانہ ہو گئے۔ اور حضرت سعیدؓ پر حملہ کرکے انہیں لہولہان کر دیا۔ اپنے خاوند کی یہ حالت دیکھ کر آپؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور آگے بڑھ کر اپنے خاوند کو چھڑانا چاہا۔ مگر وہ بھی زخمی ہو گئیں۔ ان دونوں کے اس استقلال کو دیکھ کر آپ کا دل پسیج گیا۔ اور یوں گویا ہوئے کہ اچھا وہ چیز تو مجھے دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ آپ کی بہن نے کہا۔ بھائی! تم اس قابل نہیں ہو کہ اس پاک چیز کو چھو سکو۔ پہلے نہا لو پھر ہم دکھائیں گے۔

انہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ بھائی اس وقت غصے میں ہے۔ اگر اس نے نہا لیا تو شاید جذبات غضب دب جائیں۔ اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ کا دل تو نرم ہو ہی چکا تھا۔ انہوں نے اپنی بہن کی بات مان کر نہا لیا اور پھر ان اوراق کو ہاتھ لگایا جن پر سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ابھی چند ہی آیات پڑھی تھیں کہ صداقت آپ کے دل میں گڑ گئی۔ اتنے میں حضرت خبابؓ بھی نکل آئے۔ اور آپ کے اس تغیر کو دیکھ کر بولے۔ کہ عمر! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی گذشتہ جمعرات کو ہی یہ دعا مانگی تھی۔ کہ "اے اللہ! اسلام کو عمر ابن الخطاب یا عمرو ابن ہشام میں سے کسی ایک کے ذریعہ مدد دے"۔ معلوم ہوتا ہے یہ دعا آپ کے حق میں پوری ہو گئی ہے۔ اس کے بعد آپ تلوار کو لٹکائے ہوئے سیدھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے دار ارقم کی طرف (جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ہوئے تھے) چل پڑے۔ اور دروازہ پر جا کر دستک دی۔ صحابہ حضرت عمر کی آواز کو سنکر اور پھر تلوار ہاتھ میں دیکھ کر گھبرا گئے۔ لیکن حضرت حمزہؓ جو چند ہی روز قبل اسلام لا چکے تھے بولے! کہ عمر کو آنے دو۔ اگر وہ بھلائی چاہتا ہے۔ تو آج مسلمان ہو جائے گا۔ ورنہ اس کا قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر حضرت عمرؓ سے فرمایا "اے عمر! تم رکو گے نہیں؟ مبادا تم پر اللہ تعالے ذلت وارد کرے"۔ حضرت عمرؓ تو دل میں مسلمان ہو ہی چکے تھے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں نے جوش مسرت میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

آپ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت پہنچی۔ مگر چند ہی دنوں کے بعد مخالفت پھر زیادہ تیز ہو گئی۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کو بھی ہجرت کرنا پڑی۔ اور آپ نے مدینہ پہنچ کر اس آبادی میں جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر قبا یا عوالی کے نام سے مشہور تھی اقامت اختیار کر لی۔

غزوات میں حصہ

حضرت عمر نے قریباً ہر غزوہ میں جانثارانہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اور مالی قربانیوں میں بھی ہمیشہ بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ یہاں تک کہ تبوک کی مہم میں جو ۹ھ میں پیش آئی آپ نے اپنا آدھا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

خلافت کیلئے آپ کا انتخاب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی آخری بیماری کے ایام میں کبار صحابہ کے مشورہ کے ساتھ آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ کو آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کی خلافت سے قبل حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ہی روم اور ایران کی مشہور سلطنتیں مسلمانوں کے ساتھ آمادۂ پیکار ہو چکی تھیں۔ اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر چکی تھیں۔ لہٰذا آپ کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ آپ ان طاقتور قوتوں کا پورے زور کے ساتھ مقابلہ کریں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے چند سال کے اندر اندر ہی ایران اور مصر کو مکمل طور پر اور شام کے شمالی حصہ کو فتح کر کے اسلامی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔

آپ کی جنگیں دفاعی تھیں

بعض غیر مسلم مورخین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مسلمانوں نے طاقت حاصل کر کے جارحانہ طور پر گرد و پیش کی حکومتوں سے ٹکر لی۔ اور انہیں مغلوب کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ لیکن یہ اعتراض بالکل قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اگر ایسے معترضین اس وقت کی تاریخ کا بنظر امعان مطالعہ کرتے تو انہیں اس قسم کے اعتراض کا کبھی خیال بھی پیدا نہ ہوتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں روم اور ایران میں قیصر و کسریٰ جیسے عظیم الشان بادشاہ حکمرانی کرتے تھے۔ اور یہ سلطنتیں صدیوں سے منظم چلی آتی تھیں۔ اس کے مقابلہ میں عربوں کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ کی بعثت کے بعد ان میں ایمان پیدا ہوا۔ اور انہوں نے یوماً فیوماً ترقی کرنا شروع کی۔ لیکن باوجود حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اپنی ظاہری تعداد اور ساز و سامان کے لحاظ سے ان حکومتوں کا کسی صورت میں مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ وہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر چڑھائی کریں۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے ہر مرحلہ پر یہ کوشش کی۔ کہ رومیوں اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ نہ کی جائے۔ لیکن ان حکومتوں نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں خود بار بار مسلمانوں پر حملے کرکے انہیں لڑائی کے لئے مجبور کیا۔ اور اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ قریباً سبھی مؤرخین نے لکھا ہے کہ عراق عرب کے فتح ہو جانے کے بعد حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "ہمارے اور فارس کے درمیان اگر کوئی آتشیں پہاڑ ہوتا تو اچھا ہوتا"۔ لیکن وہ لوگ چونکہ دین اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے جب تک مفتوح ہو کر ان کی طاقت ٹوٹ نہیں گئی۔ وہ شرارتوں سے باز آنے کا نام بھی نہیں لیتے تھے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ایران کو فتح کر لیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنی ایک پر اثر تقریر میں فرمایا کہ "آج مجوسیوں کی سلطنت تباہ ہو گئی۔ اور اب وہ اسلام کو ضرر نہیں پہنچا سکتے"۔ حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں۔ کہ لڑائی میں ابتداً اہل اسلام کی طرف سے کبھی نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ اہل ایران اور اہل روم کی لڑائیوں سے غرض اسلام کو ضرر پہنچانا تھی۔

ایران اور روم کی فتح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے کدال مارنے پر پتھروں سے شعلہ نکلنے کے موقع پر دیکھا تھا کہ گویا قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں آپ کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس امر کا اسی وقت اعلان بھی کر دیا تھا۔ اس پیشگوئی

اور کفار نے تمسخر کرتے ہوئے کہا تھا کہ بھوک کیوجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں اور خواب آرہے ہیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو حاصل کرنے کے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں پورا ہوا۔ جس سے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوئی وہاں حضرت عمر رضہ کا خلیفہ برحق ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

(۲) ایران کی فتح سے قریباً پندرہ برس پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھ ہجرت کرکے مدینہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے تو کفار مکہ کی طرف سے گرانقدر انعام حاصل کرنے کے خیال پر ایک شخص سراقہ بن مالک نے آپؐ کا تعاقب کیا تھا۔ مگر جب وہ بار بار آپ کے قریب پہنچتا تو اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر جاتا۔ آخر وہ آپ کو سچا نبی سمجھ کر آپ کی خدمت میں مخلصانہ طور پر حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ "اے سراقہ! میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں" چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا۔ اور کسریٰ شاہ ایران کے کنگن بھی مال غنیمت میں آئے تو سراقہ کو بلایا گیا۔ اور کنگن اس کے ہاتھوں میں پہنائے گئے۔ اس واقعہ سے بھی جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضہ خلیفہ برحق تھے۔ کیونکہ آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

آپکی سادگی

آپ کی سادگی کی بے شمار مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں۔ لیکن مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ تو اہل شہر نے اس شرط کے ساتھ اطاعت قبول کی کہ مسلمانوں کے خلیفہ خود تشریف لاکر شرائط صلح پر دستخط کریں۔ حضرت عمرؓ کو جب اس امر کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے بڑے بڑے اہل الرائے اصحاب سے مشورہ کیا۔ آخر یہی طے پایا کہ آپ خود تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی کو امیر مقرر کیا اور آپ وہی موٹا اور سادہ لباس زیب تن کئے ہوئے جو آپ مدینہ کی گلیوں میں پہن کر پھرا کرتے تھے۔ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئے۔ جابیہ میں حضرت خالد بن ولید اور دیگر افسران فوج نے آپ کا استقبال کیا۔ عیسائیوں نے یہ دیکھ کر کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بالکل سادہ ہے۔ اور غالباً وہ اس لباس سے بیت المقدس کے شہریوں پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑے گا آپ کی خدمت میں شاہانہ لباس پیش کیا مگر آپ نے نہ صرف یہ کہ اس لباس کو زیب تن نہ کیا بلکہ ان کے لباس کی ظاہری شان کو دیکھ کر ناراض بھی ہوئے۔ اور انہیں ہدایت فرمائی کہ لباس میں سادگی اختیار کی جائے۔

باشندگان بیت المقدس کے ساتھ معاہدہ

یہ معاہدہ بھی حضرت عمر کی زندگی کا ایک شاہکار ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمان غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کا کس قدر احترام کرتے تھے۔ اس معاہدہ کی رو سے مسلمانوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ مسلمان نہ تو ان کے گرجوں میں سکونت اختیار کریں۔ نہ انہیں گرائیں۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال کو ضائع کرنے کی کوشش کریں۔ مذہب میں ہرگز کسی قسم کا کوئی جبر نہ ہوگا۔ جو شخص ایلیا میں رہے اس کی جان اور اس کے مال کی حفاظت کی جائے گی۔ اور جو اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ جانا چاہے۔ اس سے ہرگز کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اور اس عہد کی اس وقت تک پوری پوری پابندی کی جائے گی۔ جب تک کہ اہل ایلیا مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس عہد پر مسلمانوں کی طرف سے حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو ابن العاص۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، اور معاویہ بن ابی سفیان نے دستخط کئے۔

حضرت عمرؓ کی دور رس نگاہ

جیسا کہ مورخین نے لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضہ بطریق کے ساتھ شہر کے مختلف مقامات اور زیارت گاہوں کو دیکھ رہے تھے تو اتفاق سے نماز کا وقت آگیا۔ بطریق نے عرض کیا کہ حضور یہاں تو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ سامنے ہمارا گرجا ہے اگر پسند فرمائیں تو اس میں ہی نماز پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ہم نے تمہارے گرجا میں نماز پڑھی تو اس امر کا خطرہ ہے کہ مسلمان اسے مسجد میں نہ تبدیل کرلیں اس لئے میں گرجا میں نماز نہیں پڑھوں گا۔

اللہ اللہ! کیا دور رس نگاہ تھی مسلمانوں کے خلیفہ کی۔ اگر آپ گرجا میں نماز پڑھ لیتے تو اس امر کا یقیناً ڈر تھا کہ مسلمان یہ سمجھ کر کہ اس گرجا میں ہمارے خلیفہ حضرت عمر رضہ نماز پڑھی تھی اسے مسجد بنا لیتے۔ دوسرے آپ نے اپنے اس فعل سے مسلمانوں کو سبق دیا کہ مذہبی اختلافات کی وجہ سے کسی کے معبد کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔

پابندیٔ عہد کا ایک عجیب نظارہ

ہرمزان جو ایک ایرانی صوبہ کا حاکم تھا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ کئی مرتبہ غداری کرچکا تھا وہ شوشتر کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا۔ مسلمانوں نے جب قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تو اس نے اس شرط پر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کیا کہ اسے حضرت عمر رضہ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ وہ اس کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں۔ اس کی یہ بات تسلیم کرلی گئی۔ اور جب وہ اپنے زرق برق لباس میں حضرت عمر رضہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ اس سے کئی گنا زیادہ عظمت اور جلال کے مالک مسلمانوں کے خلیفہ معاف اور سادہ لباس زیب تن کئے ہوئے مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ اس کا دل تو اسلام کی صداقت کا قائل تو ہو ہی چکا تھا۔ لیکن اس نے یہ پسند نہ کیا کہ اس مرحلہ پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے اس کی سابقہ غداریوں کے پیش نظر اس کے قتل کئے جانے کا فیصلہ کیا۔ تو اس نے پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ جب پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ تو اس نے کہا اے عمر! میں پانی نہیں پی سکتا جب تک مجھے اس امر کا یقین نہ دلایا جائے کہ پانی پینے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کردیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ جب تک تم پانی نہ پی لوگے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ سن کر اس نے پیالہ زمین پر پھینک دیا اور بولا کہ آپ اپنے اقرار کے مطابق اب مجھے قتل نہیں کرسکتے حضرت عمر رضہ اس کی اس ہوشیاری پر حیران ہوئے۔ اور اپنے عہد کی پابندی کرتے ہوئے اس کے قتل کا حکم واپس لے لیا۔ اس کے بعد اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور عملی طور پر بھی مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد۔

حضرت عمر کی شہادت

۲۳ھ میں ایک روز جبکہ آپ نے فجر کی نماز کی امامت کروانے کیلئے نیت باندھی تو ایک ایرانی غلام ابولؤلؤ (فیروز) جو آپ کے ایک فیصلہ پر ناراض تھا آپ پر حملہ کرکے آپ کو زخمی کردیا۔ اور آپ تین روز بیمار رہ کر یکم محرم ۲۴ھ کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعمیر مسجد احمدیہ چارکوٹ اور تحریک دعا

مکرم قائد مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ تحصیل راجوری ضلع پونچھ اطلاع دیتے ہیں کہ:-
یہاں کی مسجد کی حالت بہت خستہ ہوچکی تھی۔ خاکسار نے اور مقامی جماعت نے تحریک و مشورہ سے نئے سرے سے مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ جس کے لئے مقامی طور پر تحریک کرکے مبلغ ۔/۷۳۲ روپے نقد اور ایک من انیس سیر غلہ اکٹھا کرکے مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ جس میں بعض غیر احمدی احباب نے بھی حصہ لیا۔ اب مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے مبلغ ۔/۷۵۰ روپے کی لاگت سے تیار ہوچکی ہے صرف ٹیپ کرنی باقی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ہم سب کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس مسجد کو ترقی دین کا موجب بنائے۔ اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے احباب کے اموال اور اخلاص میں برکت فرمائے۔ اور حافظ و ناصر ہو۔

(نائب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

شکرانہ فنڈ

انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح کے موقعہ پر، شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، امتحان میں کامیاب ہونے پر، حادثات سے محفوظ رہنے اور مصائب سے نجات پانے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب جماعت ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" میں کچھ نہ کچھ رقم بھیجا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے رہے ہیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

پونچھ شہر میں حضرت کرشن کی سیرت و سوانح پر ایک تقریر

پونچھ تواسی روز از شام کو ایک بڑے مجمع میں بھائی دھرم دت جی کی زیر نگرانی گورو دواس میں کیرتن کرتے ہیں۔ مورخہ ۱۱ رجون کو منتظم کیرتن نے راقم کو بھی کیرتن کا موقع دیا۔ خاکسار نے ایک گھنٹہ تک کرشن جی مہاراج کی سوانح پر اپنے خیالات پیش کئے۔ اور ثابت کیا۔ کہ دوسرے انبیاء۔ اوتاروں کی طرح کرشن جی مہاراج بھی اپنے وقت کے بہت بڑے اوتار اور نبی تھے۔

تقریر کا آغاز خاکسار نے آیت کریمہ
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا
سے کیا۔ اور خاکسار نے بتایا۔ کہ بحیثیت مسلمان میرا فرض ہے کہ میں قرآن کریم کی پیروی میں اس حقیقت کو واضح کر دوں کہ دنیا میں جب بھی ظلمت چھا جاتی ہے۔ فسق و فجور بڑھتا ہے۔ گناہوں کی کثرت ہوتی ہے۔ تب خدا اپنی مخلوق پر رحم کھا کر نبی۔ پیغمبر۔ ہادی بھیجتا ہے۔ چنانچہ کرشن جی مہاراج بھی بھارت کے اندر ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ ہر طرف ظلم کا دور دورہ تھا۔ بے انصافی۔ حق تلفی انتہا تک پہونچ چکی تھی۔ اور تو اور۔ خود کرشن جی مہاراج کے سگے ماموں راجہ کنس نے بھی بیکس عوام پر مظالم کے پہاڑ ڈھا رکھے تھے۔ تو ایسے حالات میں سری کرشن جی مہاراج کی ہی وا حد ذات تھی۔ جنہوں نے مظلوموں کی سہاینا کی۔ جہاں پریم بھاؤ کی ضرورت تھی۔ وہاں پریم کی بانسری سے ہی دنیا کو طریقہ کار سمجھایا۔ اور جہاں وقت کی ضرورت نے جنگ کو ضروری سمجھا۔ تو وہاں بلا لحاظ رشتہ و ناطہ کنس جیسے قریبی رشتہ دار کی بھی پرواہ نہیں کی۔ کورو اور پانڈوؤں کی لڑائی میں جو پارٹ کرشن جی مہاراج نے ادا کیا ہے وہ اُن کے اوتار ہونے پر دال ہے۔ کہ ایک طرف تمام مسلح سینا ہے۔ اور دوسری طرف آپ بالکل نہتے شری ارجن کی رتھ بانی کرتے ہیں مگر جلد ہی فتح آپ کے قدم چومتی ہے قرآن پاک کہتا ہے
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ
اللہ تعالےٰ کا قانون ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔
چنانچہ خدا کا یہ وعدہ سری کرشن جی کے لئے پورا ہوا۔

دوران تقریر میں میں نے بتایا کہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے آج سے چودہ سو سال پہلے کرشن جی مہاراج کے برحق نبی ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:۔
كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا
اَسْوَدُ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ
كَاهِنًا۔
کہ ہندوستان میں بھی ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو سانولے رنگ کا تھا۔ اور جس کا نام کاہن یعنی کنھیا تھا۔

پس قرآن پاک اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ایک سچے مسلمان کی طرح میرا فرض ہے کہ میں دنیا کی تمام قوموں کے اوتاروں۔ نبیوں پر اسی طرح ایمان رکھوں جس طرح سے میرا ایمان نبیٔ آخر زمان حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر ہے۔ تاکہ انبیاء کی باہمی برادری کے نتیجہ میں قوموں میں بھی برادرانہ یکجہتی پیدا ہو جائے۔ اور غلط تعلیم کے نتیجہ میں جو باہمی کدورت پیدا کی جاتی ہے اس کو جڑ سے اُکھیڑ دیا جاوے۔

تواریخ شاہد ہے کہ خدائی ریفارمروں کی یہ سنت چلی آتی ہے کہ وہ ذات پات کی پرواہ نہ رکھتے ہوئے صرف انسانیت کی سالمیت اور احیاء کی فکر کرتے رہے ہیں۔

تقریر کے آخر میں میں نے کہا۔ اہل کیرتن منڈلی میں جہاں کہ کرشن جی مہاراج کی سوانح پر اپنے خیالات پیش کرنے کا مجھے موقعہ دیا گیا ہے۔ وہاں میں راجہ کرشن جی کی بیان کردہ ایک قابل قدر صداقت کی روشنی میں یہ عرض کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں بھی سرزمین قادیان میں ایک مامور مبعوث ہوا۔ جس کا اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ میں جو اس وقت ہزاروں کے مجمع میں مسلمان ہونے کی صورت میں کرشن جی مہاراج کو خدا کا نبی اور اوتار کر کے پکار رہا ہوں یہ صرف اور صرف آپ کی ہی مقدس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بہت سے مسلمان ابھی تک اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی متعدد تصنیفات میں حضرت کرشن علیہ السلام کو بڑے ہی قابل احترام الفاظ میں یاد کیا ہے۔ بطور نمونہ آپ کی ایک کتاب لیکچر سیالکوٹ سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا

"واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا۔ جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا ۔۔۔ سو میں کرشن جی سے محبت کرتا ہوں"

اس پر اپنی تقریر کو ختم کیا جسے حاضرین نے بڑی دلچسپی سے سنا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار (خواجہ) محمد صدیق خاکی ناظر ڈی سی آفس پونچھ

سری گورو ارجن دیو جی کے شہیدی دن کے موقع پر احمدی نمائندہ کی تقریر (بقیہ صفحہ اول)

اور سنسکار انسان کو حقیقت میں اسوقت ملتا ہے جب وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتا ہو اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے جیسے سری گورو جی آپ فرماتے ہیں:۔

لبستا لوڑی جیو نہ پڑھی
چیر سرب پھنا
ذات نہ پت آدرو
ادعیاں بھر منا
من تن سٹھ دھن روپ ہین
کچھ ساک نہ سنا
راجا سنگی سرشٹ کا
ہر نام من بھنا

آپ جی نے سکھ قوم کی آتمک پیاس کو بجھانے کی غرض سے سری گورو گرنتھ کی متبرک کتاب کی رچنا کی۔ جو آج سکھ قوم کی روحانی ترقی کا کام دے رہی ہے۔

سری گورو ارجن دیو جی کو معلوم تھا کہ سرزمین پنجاب میں ایک ایسی قوم بستی ہے جس کی اکثریت کا گذارہ زمینداری پیشہ رہے۔ اس لئے آپ نے کاشتکاری کے نظام کو وسیع کرنے کی غرض سے بہت سارے کنوئیں کھدوائے اور ایک ایک کنوئیں پر کئی کئی رہٹ لگوا کر پنجاب کی زمین کو سیراب کرنے کی کوشش کی آج چھ ہرٹہ آپ کی اسی جد و جہد کو جاری ساتھ رکھ رہا ہے۔ یہاں پر بھی آپ جی نے کنواں کھدوا کر اس پر چھ رہٹ لگوائے جس کی وجہ سے اس کا نام چھ ہرٹہ مشہور ہو گیا۔

پھر امرتسر سروور۔ گورو رام جی کا سنتوکھ سر سری مندر۔ ترن تارن۔ کرتار پور وغیرہ مختلف تالاب۔ شہر اور مندر بنا کر دنیا ہم کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ سری گورو ارجن دیو جی جس اولو العزمی کے والی۔ سدرڑھ ارادوں کے مالک اور لامتناہی خدمت کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔

آپ جی نے ان لوگوں کی سیوا سے بھی اپنے ہاتھ کو پیچھے ہٹانے کی کوشش نہیں کی جن کو ہم لوگ کوڑھا کہہ کر ان سے نفرت کرتے اور دور بھاگتے ہیں آپ نے کوڑھیوں کی امداد کے علاج معالجہ کی خاطر ترنتارن میں ایک شفاخانہ کی بنیاد رکھی اور اپنے ہاتھوں سے اس دھتکاری ہوئی خدا کی مخلوق کی خدمت کو اپنے لئے فخر اور خوش قسمتی سمجھا۔

آؤ آج جبکہ ہم سری گورو ارجن دیو جی کا شہیدی دن منا رہے ہیں۔ آپ جی کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں اور آپ کے بتائے راستوں کو اپنانے کی جد و جہد کریں۔ خاکسار عبد اللطیف گیانی
درویش قادیان

اعلان دُعا

۱۔ میری بچی ملیحہ بیگم کے ہاں تین بچیاں پیدا ہوئی ہیں۔ نیک اور صالح اور خوبصورت نرینہ اولاد کے لئے درخواست دعا ہے۔

۲۔ میرے ایک بچے نے ایم اے کا امتحان دیا ہے اور دوسرے نے الف اے اور ادیب فاضل کا دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست

۳۔ میرے ایک بچے لطیف احمد عارف کی شادی کا انتظام ہو رہا ہے۔ اس کی بہتری اور بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا۔

خاکسار حاجی محمد الدین درویش
قادیان

جماعت احمدیہ وڈمان (دکن) کی طرف سے ایک تبلیغی جلسہ

مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۱ء کو بعد نماز مغرب زیر صدارت محترم جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب برادر خورد جناب سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ تمام گاؤں کے احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ حاضری بہت ہی تسلی بخش تھی۔ بعض غیر احمدی احباب آتما کور اور کاڈکنٹلہ و دیگر اطراف سے بھی آئے ہوئے تھے۔ اور جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے تقریباً ایک درجن احباب بھی شریک جلسہ تھے۔

جلسے کی کارروائی تقریباً ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔ سامعین نے بڑی دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ تمام کارروائی کو سنا اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھا اثر لیا۔

قرآن کریم کی تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی ولی الدین صاحب فاضل مبلغ شموگہ (میسور سٹیٹ) کی تھی آپ نے

ضرورت و صداقت احمدیت

کے موضوع پر عالمانہ انداز میں ٹھوس دلائل کی روشنی میں سوا گھنٹہ تک تقریر کی۔ آپ کی تقریر بڑی توجہ سے سنی گئی۔ موصوف اس علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ اور اپنے چھوٹے بھائی عارف الدین کی شادی پر ان ایام میں رخصت پر آئے ہوئے ہیں۔ آپ کے تمام غیر احمدی رشتہ دار جو سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین مخالف اور معاند ہیں سب کے سب شریک جلسہ تھے ایک وقت تھا کہ مولوی صاحب موصوف بچپن میں ایک معمولی بچے کی حیثیت سے ان کے سامنے تھے مگر آج احمدیت کی برکت سے خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک عالم کی حیثیت سے پُر اثر اور دلکش انداز سے ساتھ اپنے ہموطنوں اور اقرباء کو خطاب فرما رہے تھے۔

سامعین کے لئے یہ بات اور بھی زیادہ باعث دلچسپی ہوئی۔ تقریر نہایت ہی دلچسپ تھی۔ خدا تعالےٰ موصوف کی زندگی اور علم و عرفان میں برکت دے اور دین کے لئے ان کے وجود کو عظیم برکات کا موجب بنائے۔ آمین۔

بعد ازاں خاکسار نے

حقیقی اسلام

کے موضوع پر نصف گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور بتایا کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی پیشگوئیوں کی روشنی میں حقیقی اسلام کن لوگوں کے ذریعہ سے حاصل ہوگا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں امت میں تہتر فرقے ہونے تھے اور اسلام اور قرآن نام کا رہ جانا تھا۔ اور دجالی فتنوں اور مسلمانوں کے بے عمل علماء کے ذریعہ اسلام پر خطرناک دور آنا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضور ہی کے بشارات کے ماتحت حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے سامان کیا جاتا۔

موجودہ دور کے بعض فرقوں کے علماء کے غیر اسلامی نظریات اور توجیہات کو واضح کر کے بتایا اور سامعین کو توجہ دلائی کہ اس قسم کے حالات میں آپ لوگ حقیقی اسلام پر قائم ہونے کا دعوےٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔

مگر خدا تعالےٰ نے چونکہ دین کی حفاظت اور ترقی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس وعدہ نے تا قیامت رہنا ہے اس لئے حقیقی اسلام کو پیش کرنیوالی شخصیت بھی قادیان پنجاب کی مقدس سرزمین میں ظاہر ہو چکی ہے۔ اس کے مقدس دامن کے ساتھ ہم لوگ وابستہ ہیں۔ اس مقدس وجود نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر اسلام کی صحیح تشریح اور روح و مغز کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں احمدیہ جماعت زندہ منظم اور فعال جماعت کی حیثیت سے ہزاروں غیر مسلموں کو کلمہ توحید اور اسلام پر لا رہی ہے۔ اور آنحضرت فداہ عالم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کو بلند کر رہی ہے۔

خاکسار کے بعد مکرم ماسٹر بشیر الدین صاحب (والد مکرم مولوی ولی الدین صاحب) نے ۲۰ منٹ تک حاضرین سے خطاب فرمایا۔ چونکہ جلسہ ان کے مکان پر اور ان کی ہی کوشش سے ہو رہا تھا۔ اس لئے موصوف نے صاحب صدر اور حاضرین کا شکریہ بھی ادا کیا۔ نیز مختصر وقت میں برکات احمدیت پر روشنی ڈالی۔ محترم ماسٹر صاحب ایک جوشیلی طبیعت کے مخلص رکن ہیں سرکاری ڈیوٹی کے علاوہ اپنا اکثر وقت تبلیغ میں گزارتے ہیں آپ کے اخلاص اور تبلیغ اسلام کے جوش کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے نور نظر کو سلسلہ کا مبلغ بننے کی توفیق بخشی ہے۔

جناب ماسٹر صاحب نے جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی۔ اور دور سے آئے ہوئے مہمانوں کو دعوت طعام بھی دی۔

آخر میں صاحب صدر نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور اچھوتے انداز میں مختصر مگر ٹھوس عقلی دلائل کے ساتھ احمدیت کی صداقت لوگوں کے سامنے پیش کی۔ بالآخر بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار

بشیر احمد خادم مبلغ سلسلہ احمدیہ

---

۳۱ جولائی ۱۹۶۱ء تک

چندہ تحریک جدید ادا کرنیوالے احباب کی فہرست بغرض دُعا حضور کی خدمت میں پیش کی جائیگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

"میں یہ بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ وعدے کریں وہ جلد سے جلد ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ انکی قربانی سے سلسلہ کو زیادہ فائدہ پہنچے چاہیئے کہ دوست سابقون میں شامل ہو جائیں۔ ۲۰ مارچ تک اپنے چندہ ادا کر دیں جن سے یہ نہ ہو سکے ان کے لئے دوسرا دور جو جولائی کے آخر تک ہے وہ جولائی کے آخر تک اپنے چندے ادا کر دیں۔

نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے .... ایک دن کا ثواب معمولی چیز نہیں کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ جو لوگ ملازمت میں ایک دن پہلے شامل ہوتے ہیں وہ ساری عمر سینیئر رہتے ہیں اسی طرح یہ سمجھ لو کہ خدا کے انعام پہلے اسی پر ہوں گے جو پہلے شامل ہوتا ہے۔"

پس میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ جو دوست کسی مجبوری کی وجہ سے اب تک چندہ تحریک جدید ادا نہیں کر سکے ان کے لئے ابھی موقعہ ہے کہ وہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۱ء تک اپنا چندہ سو فیصدی ادا کریں۔ ایسے احباب کی فہرست سیدنا حضرت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں برائے دعا پیش کی جائیگی۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور جلد ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی توجہ کیلئے

اخبار بدر مورخہ ۲۲ جون کے ذریعہ چندہ تحریک جدید کے متعلق مکرم وکیل المال صاحب تحریک جدید نے مجالس خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر مخاطب کر کے توجہ دلائی ہے اور جو اعداد و شمار وعدہ جات دفتر ہذا میں بھجوائے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دفتر دوم کے چندہ جات تحریک جدید (جن کی ذمہ داری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خدام پر ڈالی ہے) کی وصولی اور وعدہ کی رفتار بہت سست ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی ذمہ داری کو پوری طرح ادا نہیں کر رہے۔ اگر ہم طرف خاص توجہ کریں اور جماعت کے ہر فرد مرد ہو یا عورت وعدہ لیکر سو فیصدی وصولی کریں۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خصوصی دعاؤں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس طرف پوری توجہ سے کام لیں۔ جن مجالس کا چندہ تحریک جدید سو فیصدی وصول ہو جائے گا۔ ان کے نام خاص طور پر دعا کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں بغرض دعا پیش کئے جاویں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

درخواست دعا۔ میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ مبارکہ آجکل خطرناک طور پر بیمار ہو کر میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ احباب جماعت و درویشان اس کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ خاکسار قاضی عبدالحمید درویش قادیان

درویش فنڈ

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام ان کے اپنے ملک میں واقع ہے۔ ان کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ پس ہندوستان میں رہنے والے احباب کا فرض ہے کہ وہ قادیان کی آبادی کے پیش نظر ان درویش بھائیوں کی ضروریات کا خیال رکھیں تاکہ وہ اس مقدس فریضہ کو کما حقہٗ سر انجام دیتے رہیں۔

چندوں میں اضافہ آمد کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی مد میں مبلغ سولہ ہزار روپے کا بجٹ آمد رکھا گیا ہے۔ اور توقع اور امید کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ کی آمد رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں گے

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے وعدوں کے فارم جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان، امراء کرام و سیکرٹریان مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک کو تمام دوستوں تک پہنچا کر اور ان کے وعدے حاصل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے والا نہ ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ وقف جدید

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وقف جدید کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت وقف جدید کے چوتھے سال کا چھٹا مہینہ گزر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک بہت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات بھی نہیں آئے۔ چہ جائیکہ سو فی صدی وصولی ہو جاتی۔ اور چندہ دہندگان السابقون الاولون میں شامل ہو کر ثواب کے مستحق ہوتے۔ پس میں جملہ مبلغین سلسلہ اور صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے افراد کا جب نہ کہ یاد دہانی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق اس اہم دینی فریضہ کو ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اور ان کو یہ تحریک فرماویں۔ اور وقف جدید کی اہمیت ان پر واضح کریں تاکہ وہ اس تحریک میں شامل ہونے کے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں۔

جن احباب نے وعدے کئے ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے۔ ان سے درخواست ہے۔ کہ وہ جلد اس طرف توجہ فرماویں کیونکہ اخراجات کا انحصار ان کے وعدہ پر کرتے ہوئے بجٹ تیار کیا گیا تھا۔ اگر وہ بروقت ادائیگی نہ کریں گے تو کام میں سخت ہرج واقعہ ہوگا۔ اسی طرح جن احباب کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے وہ بھی جلد ادائیگی فرمائیں تاکہ وقف جدید کے ذریعہ تعلیمی تربیتی اور تبلیغی کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے۔

مجھے امید ہے کہ احباب اس طرف خاص توجہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ اگر آپ اپنے مال میں ترقی چاہتے ہیں تو اس کی زکوٰۃ ادا کریں یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو چودہ سو سال سے کبھی خطا نہیں گیا۔ آپ بھی اس آزمودہ نسخہ پر عمل کر کے دین و دنیا میں فلاح پائیں۔ زکوٰۃ کی جملہ رقوم محاسب صاحب قادیان کے نام ارسال کی جائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

نقد و نظر

حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب اور آپ کے فرزندان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انعامات و برکات سے نوازا ہے کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے اعلاء کلمۂ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اور باوجود مالی حالت کے خراب ہونے کے لاکھوں کی تعداد میں اسلام اور سلسلۂ حقہ کا لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ان کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ (THE TEACHINGS OF ISLAM) کا بارھواں ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کا ٹائپ موٹا اور سرورق دیدہ زیب ہے اور زبان کی صحت کا بھی بہت حد تک خیال رکھا گیا ہے۔ یہ کتاب جس قدر بابرکت اور عالی قدر مضامین پر مشتمل ہے۔ وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں

علاوہ ازیں حضرت سیٹھ صاحب نے اسلامی نماز انگریزی THE MUSLIM PRAYER IN ENGLISH کا بارھواں ایڈیشن بھی شائع کیا ہے اس میں تمام نماز اور ادعیہ ماثورہ کا عربی متن مع ترجمہ انگریزی دیا گیا ہے۔ اور بذریعہ تصاویر تمام قیام و قعود اور رکوع و سجود کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ بھی ایک عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اور اپنی افادیت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ ہر انگریزی خواں مسلمان اور اسلام سے دلچسپی رکھنے والے غیر مسلم کے زیر مطالعہ رہے۔

ہم تمام احباب سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ ان ہر دو کتابوں کو حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین۔ الہ دین بلڈنگ۔ سروجنی دیوی روڈ۔ سکندر آباد سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ ٹیچنگس آف اسلام کی قیمت دو روپے اور اسلامی نماز انگریزی کی قیمت چودہ آنے ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب کی عمر اور خدمت دین کے والہانہ جذبہ میں ترقی اور برکت دے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بہشتی مقبرہ کی تزئین و آرائش کے لئے

مخلص احباب کا طوعی تعاون

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں جہاں وصیت کے عظیم الشان روحانی نظام کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے لئے بشارتیں دی ہیں وہاں بہشتی مقبرہ کی ظاہری تزئین و آرائش کے لئے بھی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ کو ظاہری طور پر سجانے کا کام بھی جاری ہے۔ بعض مخلصین نے اس سلسلہ میں طوعی تعاون کرتے ہوئے بہ تفصیل ذیل مدد فرمائی ہے۔ صیغہ ہذا ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے اور ان کے اموال و انفس میں برکت دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

۱۔ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ دہلی -/۲۴۰ برائے بنچ ماربل پیس
۲۔ ” سیٹھ عبد اللطیف صاحب یادگیر -/۲۵ برائے پھول
۳۔ ” سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر -/۱۰۰ برائے پیری واہ بیج پھول گملے

علمی اور ورزشی مقابلہ

وقف جدید کے ماتحت جماعت احمدیہ ٹائیں منکوٹ اور جماعت احمدیہ سونا گی میں الگ الگ معلمین وقف جدید مقرر ہیں جو بچوں کو باقاعدہ مدرسہ کی صورت میں تعلیم دیتے ہیں۔ بچوں میں دینی شوق پیدا کرنے کے لئے مقامی طور پر مورخہ ۱۶ ؍ ۶ ؍ ۶۱ کو علمی اور ورزشی مقابلہ ہوا تھا۔ پروگرام میں بعض غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ مقابلہ میں جماعت احمدیہ سونا گی کے طلباء اول آئے۔

اس موقعہ پر مہمان نوازی کے اخراجات مکرم چوہدری عبد القادر صاحب جماعت احمدیہ سونا گی نے برداشت کئے تھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ معلمین وقف جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

خبریں

چنڈی گڑھ ۲۶؍جون۔ محکمہ نہری کے افسروں نے آج بتایا کہ پنجاب سرکار روپڑ سے لے کر ہریکے تک دریائے ستلج کے دونوں طرف ۴۵ میل لمبا پشتہ باندھ کر ستلج کی ریتی کی چوڑائی ۲ میل سے گھٹا کر نصف میل کر دے گی تاکہ تین لاکھ ایکڑ بنجر زمین کو زیر کاشت لایا جا سکے۔ اس صورت میں دریائے ستلج محض ایک نہر بن کر رہ جائے گا۔ اس سکیم پر اسی لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

چنڈی گڑھ ۲۶؍جون۔ پنجاب سرکار کے ایک ترجمان نے آج یہاں اعلان کیا کہ اگر چیف الیکشن کمشنر چاہیں تو پنجاب سرکار اس مرتبہ بھی ۱۹۶۲ء کے چناؤ کے لئے ووٹروں کی فہرستیں ہندی اور پنجابی بھاشاؤں میں چھپا سکتی ہے۔ اس کے پاس اس امر کے ذرائع بھی ہیں۔ اور انتظامات بھی۔ اب پنجاب سرکار کو اس بارے میں چیف الیکشن کمشنر کی ہدایات کا انتظار ہے۔ اور اگر انہوں نے فہرستوں کو دونوں زبانوں میں چھاپنے کی ہدایت دی تو پنجاب سرکار انہیں مقررہ وقت تک چھاپ دے گی۔ اور اس پر ۲½ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا جس میں سے نصف خرچ مرکز برداشت کرے گا۔

نئی دہلی ۲۶؍جون۔ کل محرم کے موقعہ پر شیعوں کی طرف سے نکالے گئے ذوالجناح کے جلوس میں گڑبڑ ہوگئی۔ جبکہ پولیس نے جلوس کو پانچ گھنٹہ تک کرشنا نگر میں روکے رکھا۔ حکام کو اعتراض تھا کہ جلوس کے منتظمین نے جلوس کے لئے باقاعدہ اجازت نہ لی تھی۔ مگر منتظمین کا کہنا تھا کہ حکام نے جلوس کا پرانا راستہ تبدیل کر دیا تھا۔ کیونکہ انہیں پرانے راستے پر گڑبڑ ہو جانے کا خدشہ تھا ایک مرحلہ پر صورت حال انتہائی کشیدہ ہوگئی اور پولیس کی بھاری جمعیت کے علاوہ ٹیر گیس سکواڈ اور گھوڑسوار پولیس طلب کر لی گئی۔ مگر موقعہ پر صورت حال پر قابو پالیا گیا۔

مظفر آباد ۲۶؍جون۔ پاکستانی کشمیر کے صدر مسٹر خورشید نے ایک تقریر میں اس امر کا پھر اعادہ کیا کہ اُن کی حکومت غیر ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرنے میں قطعی آزاد اور خود مختار ہے۔ وہ دُنیا کے ہر ملک سے امداد کی پیشکش قبول کرے گا۔ اگر ضمن میں نئی منتخب شدہ حکومت غیر ملکوں میں اپنے دوست بنائے گی۔ اور اگر ضروری ہوا تو وہ فوجی امداد بھی قبول کرے گی

واشنگٹن ۲۶؍جون۔ جنیوا میں ایٹمی تجربات کی ممانعت کے بارے میں روس کے ساتھ بات چیت کرنے والے امریکی وفد کے لیڈر مسٹر ڈین نے اس امر کا اشارہ دیا ہے کہ شاید چین ایک دو برسوں میں ایٹم بم بنانے کے قابل ہو جائے آپ نے کہا اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ روس چین کو ایٹمی ہتھیاروں والا ملک بننے میں امداد دے رہا ہے آپ نے کہا کہ امریکہ بہت سے ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات کر چکا ہے۔ اور یقیناً ایٹمی ہتھیاروں کے معاملہ میں روس سے آگے ہے۔ آپ نے کہا کہ صدر کینیڈی اب تک ہوئی بات چیت پر غور کر رہے ہے آپ نے مزید کہا میں تبھی جنیوا جاؤں گا جب امید ہو کہ روس کے ساتھ بات چیت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔

بغداد ۲۶؍جون۔ مشرق وسطیٰ کے اُفق سیاست پر ایک نئے سیاسی طوفان کے نمودار ہونے کا زبردست خطرہ پیدا ہوگیا ہے جبکہ عراق کے وزیر اعظم میجر جنرل عبد الکریم قاسم نے اعلان کیا کہ خلیج فارس کا علاقہ کویت جسے برطانیہ کی طرف سے خود مختاری دینے کا اعلان کیا گیا ہے عراق کا اٹوٹ انگ ہے اور وہ اس علاقہ پر عراق کی بالادستی جتلانے کے لئے جلدی ہی ایک فرمان جاری کریگا جس کے تحت کویت کے شیخ (زبانزد) کو عراق کے ضلع کویت کا گورنر مقرر کیا جائے گا۔ آپ نے کہا کہ پہلی جنگ عظیم تک کویت سلطنت عثمانیہ کے صوبہ بصرہ کا حصہ تھا۔ مگر ۱۸۹۹ء میں شیخ مبارک نے برطانیہ کے ساتھ سمجھوتہ کیا جس میں قرار دیا گیا کہ کویت کو برطانیہ سرکار کی رضامندی کے بغیر غیر ملکی طاقت کو تیل نکالنے کی مراعات دینے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور اس کے عوض برطانیہ نے کویت کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ آپ نے کہا کہ ۱۸۹۹ء کا معاہدہ غیر قانونی اور ناجائز تھا اور یہ صرف پندرہ ہزار روپیہ کے عوض طے کیا گیا۔

نئی دہلی ۲۳؍جون۔ امریکی خبر نامہ میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کی جنرل الیکٹرک کمپنی کے ایک ڈیزائنر پیرڈسی کیمپس کے بیان کے مطابق ایسے ہوائی جہاز بنائے جائیں گے جو ہوائی اڈے سے براہ راست اوپر اُڑیں گے اور اسی طرح ہوائی اڈے پر سیدھے عمودی صورت میں اُتر آکریں گے۔ مستقبل میں یہ ”ہوائی بسیں“ زمینی سڑکوں پر چلنے والی بسوں کی طرح کام دیں گی۔ مسٹر کیمپس نے واضح کیا ہے کہ اس قسم کے سیدھے اوپر اُڑنے اور نیچے اُترنے والے مختلف قسم کے جہاز بنائے جا رہے ہیں جنہیں ”وی۔ ٹی۔ او۔ ایل“ کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی (VERTICAL TAKE OFF & LANDING) اُنہیں یقین ہے کہ جب یہ جہاز مستقبل قریب میں عام استعمال میں آنے لگیں گے تو ہوائی اڈوں کی شکل و صورت بھی بدل جائیگی۔ پھر لمبی لمبی سڑکوں کی ضرورت نہیں رہے گی اور جیٹ ہوائی جہازوں کے اڈے بستیوں سے بچاس سے سو میل کے فاصلہ پر تعمیر کئے جا سکیں گے۔ کیونکہ ایسی ہوائی بسوں کے ذریعہ ۱۵ سے ۲۰ منٹ کے اندر اندر مسافروں کو پہنچایا اور لے جایا جائیگا

جناب سردار گوردیال سنگھ باجوہ صدر میونسپلٹی قادیان کے ہاں شادی کی تقریب

قادیان مورخہ ۲۴؍۶؍۶۱ جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان کی لڑکی بی بی رنجندر باجوہ کی شادی کی تقریب تھی۔ ان کی شادی سردار گوردیو سنگھ پی۔ سی۔ ایس بھٹنڈا سے ہوئی۔ برات بھٹنڈا سے آئی۔ جس میں علاوہ سکھ اور ہندو معززین کے دو مسلمان یعنی خان شمشاد علی خان صاحب اور خان احمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ بھی شامل تھے۔ یہ ہر دو اصحاب علی الترتیب بھٹنڈا اور پٹیالہ میں مجسٹریٹ ہیں۔

سلسلہ کے مقدس مقامات کو دیکھنے کے لئے بھی براتیوں میں سے بہت سے افراد محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ یہاں پر ان کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر برائے مطالعہ پیش کیا گیا۔ اور تواضع بھی کی گئی۔

اس موقعہ پر سلسلہ کی طرف سے محترم مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ناظر دعوت و تبلیغ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے ناظر امور عامہ، مکرم ملک صلاح الدین صاحب، ایم۔ اے تقریب میں شامل ہوئے۔ برات تین بجے کے قریب واپس چلی گئی۔ خدا تعالیٰ اس شادی کو ہر دو خاندانوں کے لئے مبارک کرے۔ (نامہ نگار)